اداریہ

حافظ عاکف سعید

"متحدہ اسلامی محاذ" کی تجویز —— پیش رفت کا جائزہ

دینی جماعتوں کے اتحاد کی آرزو کس مخلص مسلمان کے دل میں نہ ہوگی۔ عوام الناس کی جانب سے ایک اعتراض جو سوالیہ انداز میں بتکرار و اعادہ مختلف پیرایوں میں سامنے آتا ہے' اس کا ماحصل یہ ہے کہ: جب ہمارا رب ایک ہے' رسولؐ ایک ہیں' قرآن ایک ہے' دین ایک ہے' مقاصد ایک ہیں' تو آخر کیا سبب ہے کہ ہماری دینی جماعتیں اور علماء متحد نہیں ہوتے۔ اقبال نے انہی جذبات کو خوبصورت الفاظ کے قالب میں ڈھال کر پیش کیا ہے ؎

منفعت ایک ہے اس قوم کی' نقصان بھی ایک
ایک ہی سب کا نبیؐ' دین بھی ایمان بھی ایک
حرم پاک بھی' اللہ بھی' قرآن بھی ایک
کچھ بڑی بات تھی ہوتے جو مسلمان بھی ایک!

—— یہ سوال ان مخلص عوام کی جانب سے بھی کیا جاتا ہے جو فی الواقع یہ سمجھنے سے قاصر ہیں کہ ایسا کیوں ہے۔ اور وہ پوری دردمندی اور دلسوزی سے اس بات کے خواہاں ہیں کہ دینی زعماء ایک پلیٹ فارم پر مل بیٹھیں اور اسلام کے غلبہ و قیام اور دین کی سربلندی کیلئے مل جل کر کوشش کریں' —— اور ان دین بیزار حلقوں کی جانب سے بھی شد و مد کے ساتھ بصورت اعتراض پیش کیا جاتا ہے جو سیکولر نظریات اور مادہ پرستانہ اقدار کے شیدائی ہیں لیکن اپنے اس طرز عمل کے جواز کے طور پر وہ علماء کی نااتفاقی اور دینی جماعتوں کے باہمی خلفشار کو بطور دلیل اور سند پیش کرتے ہیں اور "عمل سے فارغ ہوا مسلماں بنا کے تقدیر کا بہانہ" کے مصداق اپنے تئیں مطمئن ہو جاتے ہیں کہ جب طبقہ علماء کا یہ حال ہے کہ وہ دین و مذہب کیلئے جمع نہیں ہو سکتے تو ہم دین و مذہب کی خاطر ہلکان کیوں ہوں اور دین کو دنیا پر ترجیح کیوں دیں! ——

مختلف دینی طبقات اس سوال کا جواب اگرچہ اپنے اپنے انداز میں دینے کی کوشش کرتے اور سائل کو مطمئن کرنے کی کوشش کرتے ہیں لیکن سچی بات یہ ہے کہ زبانی جمع خرچ سے قطع نظر اکثر دینی جماعتیں اپنے طرزِ عمل سے اس امر کا ثبوت فراہم پیش کرتی ہیں کہ دینی طبقات کے اتحاد و اتفاق کی جانب کسی پیش رفت کیلئے وہ کسی صورت تیار نہیں ہیں —— الحمد للہ کہ تنظیم اسلامی اور اس کے امیر کو یہ شرف اور اعزاز حاصل ہے کہ انہوں نے مختلف مکاتب فکر کے علماء کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کرنے' اپنے اجتماعات میں دیگر دینی جماعتوں کے سربراہان کو دعوت خطاب دے کر باہم فاصلوں کو کم کرنے اور دینی جماعتوں کے ساتھ خالص دینی بنیادوں پر اشتراک عمل کیلئے جو پیہم مساعی کی ہیں ان کے آس پاس کی کوئی مثال بھی کوئی دوسری دینی جماعت آج تک پیش نہیں کر سکی۔

حال ہی میں امیر تنظیم اسلامی نے "متحدہ اسلامی محاذ" کے عنوان سے نفاذ شریعت اور انسداد سود کے لئے دینی جماعتوں کے ایک غیر سیاسی اتحاد کی تجویز پیش کی ہے کہ جو سیاسی مفادات اور انتخابی سیاست سے کنارہ کش رہتے ہوئے صرف غلبہ دین کی خاطر ایک پریشر گروپ کے طور پر "اسلام لاؤ۔ پاکستان بچاؤ" کی مہم اٹھائے —— امیر تنظیم نے واضح کیا ہے کہ تنظیم اسلامی اس اتحاد میں کسی عہدے کی طالب نہیں ہے بلکہ خادم کی حیثیت سے اس میں فعال شرکت کی خواہش مند ہے۔ اس تجویز کو جسے اخباری اشتہار کی صورت میں عام کیا گیا تھا' پاکستان کے طول و عرض میں پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا گیا ہے۔ اس تجویز کو عملی شکل دینے کے لئے امیر تنظیم اسلامی نے نمایاں دینی جماعتوں کے سربراہان اور زعماء سے ملاقاتوں کا سلسلہ شروع کر دیا ہے۔ اس ضمن میں اب تک جو پیش رفت ہوئی ہے' قارئین کی دلچسپی کے لئے ہم اس کا خلاصہ پیش کئے دیتے ہیں:

اس سلسلے میں اب تک جماعت اسلامی کے امیر و رہنما قاضی حسین احمد' ادارہ منہاج القرآن کے سربراہ علامہ طاہر القادری اور جمعیت علمائے اسلام کے مرکزی رہنما مولانا محمد اجمل خان سے امیر تنظیم اسلامی کی ملاقات ہو چکی ہے۔ محترم قاضی صاحب نے امیر تنظیم سے اپنی مختصر ملاقات میں سابقہ تجربات کی روشنی میں متحدہ محاذوں کی کارکردگی سے عمومی مایوسی کا اظہار کیا کہ اس راستے سے انہیں کسی خیر کی توقع نہیں ہے' تاہم انہوں نے امیر تنظیم کی تجویز پر مزید غور کرنے کا وعدہ فرمایا —— پروفیسر ڈاکٹر طاہر القادری نے اس تجویز سے اصولی طور پر اتفاق کا اظہار کیا اور امیر تنظیم کو تعاون کا یقین دلاتے ہوئے دینی جماعتوں کے زعماء اور علماء کے مابین ذہنی و فکری ہم آہنگی پیدا کرنے کی غرض سے ابتدائی قدم کے طور پر رابطہ کونسل کی تشکیل کی تجویز پیش کی۔ جے یو آئی کے مرکزی رہنما مولانا اجمل خان نے بھی امیر تنظیم اسلامی کے تجویز کردہ "متحدہ اسلامی محاذ" کی بھرپور تائید کی اور اس کی ضرورت و اہمیت اور افادیت کا اعتراف کیا۔ مولانا مدظلہ نے اس عزم کا اظہار بھی کیا کہ وہ اس تجویز کو جے یو آئی کی آئندہ مشاورت میں پوری اہمیت کے ساتھ پیش کریں گے —— تحریک اسلامی کے سیکرٹری جنرل محمد جلیل خان نے ٹیلی فون کے ذریعے اپنے ایک پیغام میں اس تجویز کا خیر مقدم کرتے ہوئے تعاون کی یقین دہانی کرائی اور امیر تنظیم کو بتایا کہ اسے شوریٰ کے آئندہ اجلاس کے ایجنڈے میں شامل کر لیا گیا ہے۔ آئندہ جن زعماء ملت سے امیر تنظیم ملاقات کا ارادہ رکھتے ہیں ان میں جے یو پی کے مولانا شاہ احمد نورانی اور تنظیم الاخوان کے سربراہ مولانا محمد اکرم اعوان کے نام خاص طور پر قابل ذکر ہیں —— بہرکیف السعی منا والاتمام من اللہ

امیر تنظیم اسلامی کی علامہ طاہر القادری سے ملاقات :پاکستان عوامی تحریک کی جانب سے اخبارات کو ارسال کردہ پریس ریلیز

تنظیم اسلامی کے سربراہ ڈاکٹر اسرار احمد نے آج شام پروفیسر ڈاکٹر محمد طاہر القادری سے ملاقات کی۔ ملاقات کے اختتام پر صحافیوں سے گفتگو کرتے ہوئے دونوں رہنماؤں نے ملاقات کو کامیاب قرار دیا۔ ڈاکٹر محمد طاہر القادری نے کہا کہ دین کے بارے میں ڈاکٹر اسرار احمد جس جذبہ اور درد سے آئے ہیں وہ قابل ستائش ہے۔ انہوں نے ان کی اس کاوش کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے کہا کہ میں فروغ دین' دینی جماعتوں' علماء کرام اور دینی حلقوں میں اتحاد' اتفاق' باہمی محبت و رواداری کے لئے ڈاکٹر اسرار صاحب کی دعوت کو قبول کرتا ہوں اور ہمارا اتفاق رائے ہے کہ اس سلسلے میں رابطوں کو وسیع تر کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ جب رابطوں کا کام مکمل ہو جائے گا تو پھر مشاورت سے طے کر لیا جائے گا کہ اجتماعی دینی جدوجہد کی کیا شکل ہونا چاہئے۔ انہوں نے کہا کہ ان رابطوں کی بنیاد دعوت حق' امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہے۔ ایک سوال کے جواب میں طاہر القادری نے کہا کہ دینی رابطوں کے اس کام سے پاکستان عوامی اتحاد اور اس کا کام متاثر نہیں ہو گا۔ ڈاکٹر اسرار احمد نے گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ ان کی آج کی کامیاب ملاقات سے ان کے مشن کو تقویت ملی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ڈاکٹر طاہر القادری نے جس کھلے دل کے ساتھ ان کی دعوت قبول کی ہے وہ اس پر ان کے ممنون ہیں اور اس پر بہت خوش ہیں۔

تکبر ایک نفسیاتی مرض ہے جس کا انجام نہایت ہولناک ہے

شریعت کی بالادستی کے قیام کے لئے پیش کردہ بل کا متنازعہ ہو جانا بحیثیت قوم ہماری بدقسمتی کا مظہر ہے

قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دے کر وفاقی شرعی عدالت پر عائد پابندیاں ہٹادی جائیں تو اسلامائزیشن کا عمل ہموار طریقے سے طے پا جائیگا

مولانا عبدالستار نیازی کی سربراہی میں قائم ورکنگ کمیٹی کی سفارشات کے مطابق وزیر اعظم پندرھویں ترمیم میں مزید ترمیم کریں

قومی سطح پر شیر کی طرح زندہ رہنے کا فیصلہ نہ کیا گیا تو پھر "ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات" کا معاملہ ہو کر رہے گا

حکمران خاندان اپنے ذاتی اقتدار کو وسعت دے کر "انا و لا غیری" کے فلسفہ کو رائج کر رہا ہے

"جنگ گروپ" کے ساتھ حکومت کی جنگ بدنیتی پر مبنی ہے

مسجد دارالسلام باغ جناح لاہور میں امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ کے ۲۹ جنوری ۹۹ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

مرتب : نعیم اختر عدنان

حمد و ثنا' تلاوتِ آیات اور ادعیہ ماثورہ کے بعد فرمایا :

سورۂ قصص کے آخری رکوع کا آغاز اس عظیم آیت مبارکہ سے ہوتا ہے کہ : "آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لئے معین کر دیا ہے جو زمین میں نہ تو اپنے اقتدار و اختیار کے خواہش مند ہوں اور نہ ہی فساد پیدا کرنے کے متمنی ہوں اور عاقبت تو ہے ہی اللہ تعالیٰ کے متقی بندوں کے لئے"۔ حیثیت' وجاہت اور اختیار و اقتدار کے ذریعے اپنے لئے اونچے سے اونچا اور بلند سے بلند تر مقام حاصل کرنے کی کوشش کرنا تکبر اور تعلی کے زمرے میں آتا ہے۔ جن اشخاص میں یہ جراثیم موجود ہوں' ان کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں ہو گا اس لئے کہ آخرت کا گھر درحقیقت اللہ تعالیٰ نے اپنے نیک لوگوں کے لئے تیار کیا ہے۔ آخرت میں اگرچہ مجرموں کو قرار واقعی بھی سزا دی جائے گی مگر یہ ضمنی شے ہے۔

فساد کی حقیقت کیا ہے؟ جب مختلف لوگ دنیا میں سربلندی حاصل کرنے اور بڑائی قائم کرنے کے مرض میں مبتلا ہو جائیں تو اس کے نتیجے میں ان کے مابین ٹکراؤ اور تصادم جنم لیتا ہے۔ اس ٹکراؤ اور تصادم کی کئی شکلیں ہیں۔ فساد کی ایک شکل تو وہ ہے جو قرآن کی رو سے "بغیا بینھم" کے نتیجے میں جنم لیتا ہے۔ قرآن مجید میں اس کا چار مختلف مقامات پر تذکرہ کیا گیا ہے۔ اداروں' جماعتوں' ادیان اور مذاہب کی دنیا میں جو تفرقہ و افتراق پیدا ہوتا ہے اس کا سب سے بڑا سبب یہی "بغیا بینھم" ہے یعنی ایک دوسرے پر بالادستی حاصل کرنے کی کوشش کرنا۔ جسے دورِ حاضر کے ماہر نفسیات ایڈلر نے انسان کے حیوانی

منبر و محراب

تقاضوں میں سے اہم ترین قرار دیا ہے۔ مارکس نے انسان کے محرکات عمل میں "معاش" کو اصل محرک قرار دیا ہے' فرائڈ کے مطابق تمام حیوانی تقاضوں میں سب سے طاقتور جنسی جذبہ ہے' جبکہ ایڈلر کی رائے یہ ہے کہ "حب تفوق" یعنی "غلبہ پانے اور ایک دوسرے پر فوقیت حاصل کرنے کی خواہش (urge to dominate) انسان کا سب سے طاقتور اور قوی ترین جذبہ ہے۔ درحقیقت انسان کے انہی سفلی جذبات و محرکاتِ عمل کا نتیجہ افتراق و انتشار' خلفشار اور باہمی تصادم و ٹکراؤ کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے جس سے فساد رونما ہوتا ہے۔

قرآن مجید نے جہنم کو متکبرین کا ٹھکانہ قرار دیا ہے جو نہایت برا ٹھکانہ ہے۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا "وہ شخص جنت میں داخل نہیں ہو سکتا جس کے دل میں ذرہ برابر بھی تکبر ہو گا"۔ ایک حدیث قدسی میں فرمایا گیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "عزت میرا تہبند ہے اور تکبر میری چادر ہے پس جو کوئی ان دونوں میں سے کسی کے بارے میں مجھ سے جھگڑے گا (یعنی میرے ان دو اوصاف کو حاصل کرنے کا خواہش مند ہو گا) ایسا شخص میرے عذاب کا مستحق ہو گا"۔ ایک اور حدیث نبوی ؐ میں فرمایا گیا کہ "کوئی شخص خیالات میں خود کو بڑا سمجھتا اور بڑا بناتا چلا جاتا ہے اور پھر اس کا یہ خیال اس درجے اس کو اپنی گرفت میں لے لیتا ہے کہ اس کا نام جبار لوگوں کی فہرست میں درج کر دیا جاتا ہے"۔ چنانچہ ایسے شخص کا حشر بھی جبارین کے ساتھ ہو گا۔ تکبر بتدریج ایک نفسیاتی مرض کی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ جدید ماہرین نفسیات اسے "Megalomania" کا نام دیتے ہیں یعنی کسی شخص کے قلب و ذہن پر یہ خبط سوار ہو جائے کہ میری شخصیت بڑی ہے' میرے اندر بہت زیادہ اوصاف ہیں' میری ذاتی کامیابیاں بہت بڑی ہیں' یہی "Megalomania" کا مرض ہے۔ جس میں مبتلا شخص کا شمار اللہ تعالیٰ کے ہاں جبارین میں ہوتا ہے۔ لہٰذا تکبر کے مرض سے بچنا دین کی اخلاقی تعلیم کا اہم ترین حصہ ہے۔

اپنی اس گفتگو کا مخاطب میں سب سے پہلے خود کو سمجھتا ہوں۔ اس لئے کہ جو لوگ قومی خدمت کے کسی میدان میں سرگرم عمل ہوں خصوصاً دینی خدمت کو

سرانجام دینے والے لوگوں کو سب سے بڑا خطرہ یہی لاحق ہوتا ہے کہ کہیں ان کے اندر تکبر اور غرور پیدا نہ ہو جائے۔

اسی رکوع میں آنحضور ﷺ کو یہ خوشخبری سنائی گئی ہے کہ جس ہستی نے آپؐ پر قرآن کو فرض کیا ہے' قرآن کو آپؐ پر لازم کر دیا ہے کہ آپ اسے لوگوں تک پہنچائیں' اِسے پڑھ کر سنائیں اور قرآن کے نظام کو عملاً قائم و نافذ کریں۔ یہ ساری ذمہ داری جس ہستی نے آپ پر ڈالی ہے وہ یقیناً آپ کو بہترین انجام تک پہنچائے گا۔ یہ خطاب اگرچہ حضور ﷺ سے ہے' لیکن جو شخص بھی جو خواہ کسی بھی دَور میں قرآن کی خدمت میں مصروفِ کار ہو' بالواسطہ طور پر اِن آیاتِ قرآنی کا مخاطب ہے۔ یہاں آغازِ کلام ہی میں یہ وضاحت بڑی اہمیت کی حامل ہے کہ آخرت کا گھر تو ان لوگوں کے لئے خاص ہو گا جو اپنی ذات کی بڑائی نہیں چاہتے' مبادا دینی تحریک اور خدمت قرآنی کے کام میں نفسانیت کسی چور دروازے سے داخل ہو جائے اور ذہن و قلب کے کسی نہاں خانے میں تکبر' غرور اور عُجب پیدا ہو جائے۔ زیر بحث آیت اور احادیث مبارکہ میں ایسے لوگوں کے لئے بہت زیادہ رہنمائی کا سامان موجود ہے' جو معاشرے میں کسی حیثیت سے بھی نمایاں حیثیت کے حامل بن جائیں۔

تاریخ انسانی اس بات پر شاہد ہے کہ دنیا میں جو بڑے بڑے فسادات ہوئے اور وسیع پیمانے پر جو ہلاکتیں اور بربادیاں ہوئیں' یہ سب چند افراد کے تکبر و غرور کا شاخسانہ ہے ۔

اسکندر و چنگیز کے ہاتھوں سے جہاں میں
سو بار ہوئی حضرتِ انساں کی قبا چاک

اس صدی میں دوسری عالمگیر جنگ دراصل ہٹلر کے تکبر اور غرور کے نتیجے میں رونما ہوئی۔ ہٹلر نے اپنے ذاتی اختیار و اقتدار اور قوت و سطوت کے مرض کو قومی برتری کا روپ دے کر جرمن قوم کو اعلیٰ ترین نسل قرار دیا اور یوں ہٹلر نے جرمن قوم کو فساد کا ذریعہ اور اپنا آلۂ کار بنا لیا۔ اس جنگ کے نتیجے میں پورا یورپ تہس نہس ہو کر رہ گیا۔ چنانچہ دوسری عالمگیر جنگ کے بعد مغربی اقوام نے گویا یہ اصول طے کر دیا کہ اب جنگ کا میدان دوسری اقوام و ملل کو بنایا جائے گا۔ یہی وجہ ہے کہ اب عالم مغرب اپنی بالادستی و برتری کی جنگ مشرق وسطیٰ کی سرزمین پر لڑ رہا ہے۔ شاید اس لئے کہا جاتا ہے کہ تیسری عالمگیر جنگ کا میدان بھی مشرق وسطیٰ کا علاقہ بنے گا۔

اس تناظر میں میں یہ محسوس کرتا ہوں کہ پاکستان کے موجودہ حکمران خاندان میں اپنے ذاتی اقتدار و اختیار کو وسعت دینے اور اسے مستحکم کرنے کے جراثیم پروان چڑھ رہے ہیں چنانچہ "انا و لا غیری" یعنی "ہم ہی ہم" کے فلسفہ کو ہر جگہ رائج کیا جا رہا ہے کہ کوئی شخص اور ادارہ حکمران خاندان کے آگے سر اٹھا کر نہ چل سکے۔ بقول شاعر ؎ "چلی ہے رسم کہ کوئی نہ سر اٹھا کے چلے" یہ رجحان انتہائی خطرناک ہے۔ اس لئے کہ اس سے قوم و ملک کا مستقبل داؤ پر لگ سکتا ہے۔ میاں محمد نواز شریف نے اقتدار میں آتے ہی تیرھویں ترمیم منظور کرائی' یہ ترمیم اس حد تک تو درست تھی کہ پارلیمانی نظام میں سربراہ مملکت کا عہدہ علامتی یا "درشنی" ہوتا ہے جبکہ اصل اختیار و اقتدار وزیر اعظم کے پاس ہوتا ہے۔ اس حوالے سے آٹھویں ترمیم سے جو عدم توازن پیدا ہو گیا تھا' اسے دور کر دیا گیا' نواز شریف کا یہ اقدام اس اعتبار سے جائز اور درست تھا۔ چودھویں ترمیم کا بھی ایک حصہ قابل ستائش تھا۔ چنانچہ قومی سطح پر اسے اچھا اقدام قرار دیا گیا کہ اس سے لوٹا کریسی کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ نقطہ نظر درست ہے کہ جو رکن اسمبلی جس سیاسی پارٹی کے ٹکٹ پر الیکشن جیت کر اسمبلی میں آتا ہے' اگر اسے اپنی پارٹی سے اختلاف ہو گیا ہے تو اسے اپنی نشست سے مستعفی ہو جانا چاہئے۔ لیکن چودھویں ترمیم کے ذریعے ارکان اسمبلی کے اظہار خیال پر قدغن لگا کر ان کی زبان بندی کر دینا ہرگز درست نہیں ہے۔ اس لئے کہ اگر کوئی رکن اسمبلی اپنے ضمیر کے مطابق روزمرہ کے معاملات میں بھی اپنی رائے کا اظہار نہ کر سکے تو یہ چیز یقینی طور پر اخلاقی اصولوں کے یکسر منافی ہے۔ پندرھویں ترمیم کے مسودہ پر سینیٹر خورشید محمود قصوری نے اختلاف رائے کا اظہار کیا جس پر جب مسلم لیگ پارلیمانی پارٹی کے اجلاس میں ان سے جواب طلبی کی گئی تو انہوں نے اصولوں کی پاسداری کرتے ہوئے مستعفی ہونے کے مطالبے کے جواب میں استعفیٰ دینے کا فیصلہ کر لیا۔ لیکن جب کئی اور اراکین اسمبلی کی طرف سے بھی اسی قسم کا اختلافی ردعمل سامنے آیا تو اس پر میاں محمد نواز شریف نے پندرھویں آئینی ترمیم میں مزید ترمیم کر دی۔

جہاں تک دستور میں قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دینے کے لئے ترمیم کا تعلق ہے' حقیقت یہ ہے کہ اس کے لئے سب سے زیادہ محنت و کوشش ذاتی طور پر خود میں نے اور تنظیم اسلامی نے کی ہے۔ اس کے لئے تحریک کے انداز میں مہم چلائی گئی' جلسے اور جلوس منظم کئے گئے' لاکھوں کی تعداد میں وزیر اعظم کو مطالباتی کارڈز اور ٹیلی گرامز ارسال کئے گئے۔ قرآن و سنت کی بالادستی کے لئے باقاعدہ مرتب شکل میں سفارشات وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کو پیش کی گئیں۔ بعد میں ایک موقع پر یہ معلوم ہوا کہ میاں محمد نواز شریف کے سابقہ دورِ حکومت میں اس وقت کے مذہبی امور کے وفاقی وزیر مولانا عبدالستار نیازی کی سربراہی میں قائم اعلیٰ سطحی ورکنگ گروپ نے بھی اس غرض سے دستور میں ترمیم کے لئے سفارشات مرتب کی تھیں۔ ان سفارشات اور تنظیم اسلامی کی تیار کردہ سفارشات میں حیرت انگیز مماثلت اور مشابہت سامنے آئی۔ لیکن طویل انتظار کے بعد جب میاں نواز شریف کی طرف سے پندرھویں ترمیم کا مسودہ سامنے آیا تو یہ دیکھ کر انتہائی صدمہ ہوا کہ متذکرہ بالا سفارشات کا اس مسودہ میں سرے سے کوئی ذکر تک موجود نہ تھا بلکہ اسے ایک ایسے پیکج کی صورت دی گئی تھی جو بہت سے اعتبارات سے متنازعہ اور محل نظر تھا۔

تنظیم اسلامی کی پیش کردہ سفارشات میں تجویز کیا گیا تھا کہ قرارداد مقاصد جو اب دفعہ ۲(a) کی حیثیت سے دستور کا باقاعدہ جز ہے' اسے پورے دستور پر بالادستی دے دی جائے۔ قرارداد مقاصد کو مطلوبہ مقام حاصل نہ ہونے کی وجہ سے ماضی میں سپریم کورٹ نے دستور پر قرآن و سنت کی بالادستی کو تسلیم نہ کرنے کا فیصلہ دیا' جو ایک نہایت ہی قابل اعتراض اور ناپسندیدہ فیصلہ تھا۔ دفعہ ۲۲۷ میں کہا گیا ہے کہ اس ملک میں قرآن و سنت کے منافی کوئی قانون سازی نہیں کی جائے گی' اس دفعہ کے بارے میں سفارش کی گئی تھی کہ اسے 2(B) کے طور پر دستور کا حصہ بنایا جائے تاکہ معین ہو جائے کہ قرآن و سنت کو سپریم لاء بنانے کا مفہوم کیا ہے۔ اسی طرح یہ بھی سفارش کی گئی تھی کہ وفاقی شرعی عدالت کے قیام کے بعد اسلامی نظریاتی کونسل کی ضرورت باقی نہیں رہتی۔ ویسے بھی وہ اپنے حصے کا کام کر چکی ہے۔ لہٰذا دستور کا پورا باب نمبر۹ دفعہ ۲۲۸ سے دفعہ ۲۳۰ تک ختم کر دیا جائے۔

عائلی قوانین کے حوالے سے نکاح کی رجسٹریشن اور طلاق کی صورت میں یونین کونسل کو نوٹس دینے اور ایک سے زائد شادیوں کے لئے پہلی بیوی سے اجازت لینے جیسے معاملات کو وفاقی شرعی عدالت میں چیلنج کیا گیا ہے۔ اس پٹیشن کے جواب میں سرکاری وکیل نے دلائل دیتے ہوئے یہ مؤقف اختیار کیا ہے کہ وفاقی شرعی عدالت ان معاملات کی سماعت کی مجاز ہی نہیں ہے' اور یہ قانون سازی نہ تو وفاقی شرعی عدالت کے دائرۂ اختیار میں ہے اور نہ ہی کسی دیگر عدالت کو یہ حق حاصل ہے' یہ کام تو صرف اسلامی نظریاتی کونسل ہی سرانجام دے سکتی ہے۔ دوسری طرف ان کا کہنا ہے کہ موجودہ دستور میں اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی حیثیت بھی محض سفارشات ہی کی ہے' ضروری نہیں کہ انہیں نافذ بھی کیا جائے۔ یہی عقدۂ لاینحل ہے جس میں ہم بحیثیت قوم اب تک گرفتار ہیں۔

میرا موقف اس ضمن میں یہ ہے کہ پاکستان کے دستور میں اگرچہ مکمل اسلام موجود ہے لیکن کچھ خامیاں اور چور دروازے بھی ہیں' ان رخنوں کو اگر پُر کر دیا جائے اور ان چور دروازوں کو اگر بند کر دیا جائے تو بہترین طریقے

سے نفاذ اسلام کا مرحلہ طے پا جائے گا۔ قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء قرار دے دیا جائے تو پھر کوئی بھی شخص شرعی عدالت میں جاسکتا ہے کہ دستور کی فلاں دفعہ قرآن و سنت کے منافی ہے۔ عدالت قرآن و سنت کی روشنی میں اس امر کا جائزہ لے کر فیصلہ کر دے گی کہ آیا یہ دفعہ یا قانون قرآن و سنت کے خلاف ہے یا نہیں' پھر اگر وہ قانون قرآن و سنت کے خلاف پایا گیا تو یہ قانون دستور میں طے کردہ مدت کے اندر اندر از خود کالعدم ہو جائے گا۔ اس عرصے کے اندر اندر پارلیمنٹ متبادل قانون سازی کے ذریعے پیدا ہونے والے قانونی خلاء کو پر کر دے گی۔ مگر اصل مسئلہ تو یہ ہے کہ وفاقی شرعی عدالت کے دائرہ اختیار پر بہت سی قدغنیں اور پابندیاں لگا دی گئی ہیں۔ ہمارا مطالبہ یہ تھا کہ ان پابندیوں کو ہٹا کر شرعی عدالت اور شریعت اپیلیٹ بینچ میں علماء ججوں کا اضافہ کیا جائے تو اسلامائزیشن کا عمل بالکل ہموار طریقے سے طے پا جائے گا مگر اس درست اور صحیح راستے کو اختیار کرنے کی بجائے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے حوالے سے بالکل ایک نیا قضیہ چھیڑ دیا گیا ہے حالانکہ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر قانونی اصطلاحات نہیں بلکہ اخلاقی تعلیمات ہیں۔ جیسے زکوٰۃ و عشر ایک قانونی معاملہ ہے جبکہ ضرورت سے زائد مال کو اللہ کی راہ میں خرچ کرنے کی ترغیب تو دلائی گئی ہے اسے قانون کا درجہ نہیں دیا گیا۔ چنانچہ جب دین کی تکمیل ہو گئی تو قانونی اور دستوری سطح پر بہت سی چیزیں معین کر دی گئیں اور اب حلال و حرام دونوں معین اور واضح ہیں جبکہ ان کے مابین کچھ دیگر چیزیں بھی ہیں۔ ان میں مستحب' مکروہ اور مباح کے درجے قائم کئے گئے ہیں۔ گویا معروف اور منکر دونوں کو معین کر دیا گیا ہے' لہٰذا اب انہیں صرف نافذ کرنا ہو گا۔ مگر پندرھویں ترمیم میں امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے لئے تمام اختیارات "وفاقی حکومت" کے ہاتھ میں دے دیئے گئے' جس سے "صوبائی حقوق" کے علمبرداروں کے کان کھڑے ہو گئے۔ خواہ مخواہ وفاقی حکومت کی بات کر کے لوگوں کو زبان کھولنے کا موقعہ فراہم کر دیا گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ اسلامائزیشن وفاقی حکومت کا نہیں بلکہ مملکت و ریاست کا فریضہ ہے جو دستور کی دفعہ (۳۱) میں پہلے سے طے ہے۔

مجوزہ آئینی ترمیم کا چوتھا ذیلی سیکشن بالکل صحیح ہے' لیکن اسے قرارداد مقاصد کے ساتھ شامل کیا جانا چاہئے۔ یا جیسا کہ پہلے عرض کیا گیا ہے دستور میں دفعہ 2(B) کا اضافہ کر کے اسے اس کے ساتھ شامل کر دیا جائے۔ اس کے بغیر قرآن و سنت کی بالادستی کو تنفیذی حیثیت حاصل نہیں ہو سکتی' لیکن مجوزہ آئینی ترمیم میں یہ امکان پیدا کر دیا گیا کہ وفاقی حکومت کے تمام اقدامات عدلیہ سمیت تمام اداروں سے بھی بالاتر ہوں گے اور انہیں کسی بھی جگہ چیلنج نہیں کیا جا سکے گا۔ اسی بات نے شریعت بل کو متنازعہ بنا دیا ہے۔ شریعت کی بالادستی کے قیام کے لئے پیش کردہ بل کا متنازعہ ہو جانا قوم و ملک کی بہت بڑی بدقسمتی کا مظہر ہے۔ اس لئے کہ یہ دنیا کا واحد ملک ہے کہ جو اسلام کے نام پر قائم ہوا اور اس کی بقاء اور استحکام اسلام ہی سے وابستہ ہے۔

وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف کے آس پاس موجود خوشامدی ٹولے نے شاید اپنے نمبر بنانے کے لئے شریعت بل کو بھی متنازعہ بنا دیا ہے۔ تاہم صاحب اقتدار لوگوں کے پاس جو خوشامدی ٹولہ جمع ہو جاتا ہے' اس کا الزام بھی بالآخر خود صاحب اختیار شخص ہی پر عائد ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ایسے لوگوں کا متذکرہ بالا شخص کے گرد جمع ہو جانا خود اس شخص کی کسی کمزوری کی علامت ہی کا مظہر ہے۔ وہ خوشامد پسندی ہی کو پسند کرتا ہے اور چاہتا ہے کہ لوگ اس کی کی ہاں میں ہاں ملائیں' ہر وقت اس کی "جے" کا نعرہ لگاتے رہیں وہ قریب تر ہوتے چلے جاتے ہیں جبکہ اس کے برعکس جن لوگوں میں حق بات کہنے کا حوصلہ ہوتا ہے وہ دور سے دور ہوتے چلے جاتے ہیں۔ اس سارے پس منظر کے باوجود میں میاں محمد نواز شریف سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ مجوزہ پندرھویں ترمیم میں مزید ترمیم اور نظرثانی کریں اور کم از کم اپنے سابقہ دور حکومت میں مولانا عبدالستار نیازی کی سربراہی میں قائم کردہ ورکنگ گروپ کی سفارشات کو سامنے رکھتے ہوئے قرآن و سنت کو ملک کا سپریم لاء بنانے کے لئے دستور میں ترمیم منظور کرائیں۔ میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ میاں نواز شریف کو توفیق عطا فرمائے کہ وہ اپنے موجودہ طرز عمل پر نظر ثانی کریں۔

ایک وقت میں پورے ملک میں ہر طرف احتساب ہی احتساب کا شور بلند ہو گیا تھا' اس احتساب کے عمل کو ۸۵ء سے شروع نہ کر کے حکومت نے پہلے ہی دن سے اسے مشکوک بنا دیا تھا اور مزید ستم یہ ہے کہ جس قسم کا احتساب کیا جا رہا ہے وہ یکسر یکطرفہ اور جانبداری کا مظہر ہے۔ اس حوالے سے روزنامہ "جنگ" کے ساتھ حکومت نے جو تصادم اور محاذ آرائی کی جنگ شروع کر رکھی ہے اس سے "جنگ گروپ" زبوں حالی سے دوچار ہے۔ اس تمام صورتحال پر خود میں نے اپنی رائے روزنامہ جنگ کو ارسال کی ہے (جو ندائے خلافت کے گزشتہ شمارے کے سرورق پر چھپ چکی ہے)۔ حکومت روزنامہ جنگ کے ساتھ اس وقت جو کچھ کر رہی ہے وہ واضح طور پر بدنیتی کا معاملہ نظر آتا ہے۔ اس کے پیچھے بھی یہی جذبہ کار فرما نظر آتا ہے کہ مسلم لیگ کی موجودہ حکومت کے خلاف آواز اٹھانے والا کوئی نہ ہو۔ میر شکیل الرحمٰن نے احتساب کمیشن کے سربراہ کے "کیسٹ" بھی اپنی پریس کانفرنس میں سنوا دیئے ہیں۔ جنگ نے گویا حکومتی ٹیم کو کھلا چیلنج دے دیا ہے۔ اگر تو معاملہ انکم ٹیکس کی ادائیگی کا ہے تو سوال یہ ہے کہ کروڑوں کا انکم ٹیکس ایک دن میں واجب الادا کیسے ہو گیا ہے۔ پھر یہ سوال بھی ذہن میں اُبھرتا ہے کہ دوسرے اخبارات کے مالی معاملات کی چھان بین کیوں نہیں کی جا رہی؟۔ جنگ کی ٹیم میں شامل بعض دانشور ایسے بھی ہیں جن کے قلم میں تاثیر موجود ہے۔ میری مراد ارشاد احمد حقانی سے ہے۔ ان کے قلم سے نکلنے والی تحریریں عموماً بڑی متوازن ہوتی ہیں' انہوں نے بے نظیر کے دور حکومت پر بھی شدید ترین تنقیدیں اپنے مضامین میں کی تھیں۔ میرے نزدیک ارشاد احمد حقانی کے کالم ان کے ضمیر کی آواز ہوتے ہیں۔

عالمی صورتحال کے حوالے سے وقوع پذیر دو معاملات بڑے اہم ہیں۔ ایک یہ کہ آئی ایم ایف کی طرف سے پاکستان کی زبوں حال معیشت کے نیم مردہ جسم کو زندہ رکھنے کے لئے جو قرضہ مل گیا ہے' اس پر حکومتی ٹیم بڑے شادیانے بجا رہی ہے' لیکن یہ حقیقت ہر صاحب شعور شخص پر عیاں ہے کہ ایسے مصنوعی سہاروں کے ذریعے ملکی معیشت میں بہتری نہیں آسکتی۔ بی بی سی تک نے بھی اپنے تبصرے میں یہ کہہ دیا ہے کہ امریکہ یہ چاہتا ہے کہ پاکستان کا وجود دنیا سے بالکل ختم نہ ہو' بلکہ ایک کمزور اور محتاج و مجبور ملک دنیا میں قائم رہے' اس کا مظہر آئی ایم

(باقی صفحہ ۶ پر)

انجمن خدام القرآن سندھ' کراچی کے زیر اہتمام

پانچواں ایک سالہ قرآن فہمی کورس

- آغاز : 8 فروری 99ء (ان شاء اللہ)
- اوقاتِ تدریس : 9 بجے تا 30 : 12 بجے دن
- خواتین کے لئے تدریس کا بالکل علیحدہ انتظام
- داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 5/ فروری 99ء

قرآن اکیڈمی' خیابان راحت' درخشاں فیز 6 ڈیفنس' کراچی

فون : 5855219 , 5854036

امیر تنظیم اسلامی کی جانب سے "متحدہ اسلامی اتحاد" کی تجویز

کی قومی اخبارات میں اشاعت پر ردعمل میں موصول ہونے والے چند منتخب خطوط

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب

السلام علیکم! مزاج شریف

مورخہ ۲۶ جنوری کو آپ کی دردمندانہ آواز سن کر خط تحریر کرنے کی جسارت کی۔ میں اس مشن میں آپ کے ورکر کی حیثیت سے شامل ہونا چاہتا ہوں۔ اس سلسلے میں میری رہنمائی فرمائی جائے اور مزید ہدایات جاری فرمائی جائیں۔ اور ملاقات کے لئے وقت عنایت فرمایا جائے۔ آپ کی عین نوازش ہوگی۔

محمد اشرف قریشی

ملتان

☆ ☆ ☆

محترمی و مکرمی ڈاکٹر اسرار احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

۲۹ جنوری ۹۹ء کے Dawn اخبار میں آپ کی دی ہوئی اپیل نظر سے گزری۔ خوشی ہوئی کہ متنازعہ محاذوں پر غیرملکوں میں "مجاہد" روانہ کرنے کی بجائے کوئی تو داعی الی الخیر جاگ اٹھا جس نے جملہ دینی جماعتوں اور مذہبی قیادتوں کو پہلے اپنے گھر یعنی عزیز وطن کے اندر جہاد کرنے کیلئے ایک پلیٹ فارم پر اکٹھا ہونے کی دردمندانہ اپیل کی ہے۔ یہ ہی عرصہ دراز سے اس وطن کے باشندے ہونے کے ناتے بندۂ ناچیز کی دلی تمنا اور اُمنگ رہی ہے۔ آپ کا اشتہار افراد کی طرف تو نہیں پھر بھی میں نے چاہا کہ آپ کے خلوص اور نیت نیک اور ارادۂ عظیم کو تقویت ملے اور اگر اللہ کے راستے میں یہ جان جو اس کی رضا کیلئے کام آ جائے تو رب العالمین کا کتنا بڑا کرم ہوگا۔ ان شاء اللہ۔

ڈاکٹر محمد مجاہد صدیقی

حیدر آباد' پاکستان

☆ ☆ ☆

محترمی و مکرمی جناب ڈاکٹر اسرار احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

بعد از تحریر آج ابھی جمعۃ المبارک روزنامہ مشرق میں آپ کا پیغام بسلسلہ "متحدہ اسلامی محاذ" نظر سے گزرا تو میرا دینی جذبہ مزید اجاگر ہوا اور قلم جنبش کرنے لگا۔ جناب ڈاکٹر صاحب میں خود الحاج اور صوم و صلوٰۃ کی پابند فیملی حاجی نور الٰہی 'فضل الٰہی فروٹ مرچنٹ پل پختہ پشاور' الٰہی فلور ملز' الٰہی بلب' الکرم پمپس' خیبر پمپس سے تعلق رکھتی ہوں۔ ہمراہ تحریر اپنے پمفلٹ ارسال خدمت ہیں۔ بطور مسلمان اور پاکستانی مجھ پر بھی دینی ذمہ داری ڈالیں گے ان شاء اللہ آپ کی توقعات پر پورا اُترنے کی حتی الامکان کوشش کروں گی۔ تاکہ ہمارا ملک جو کہ واقعی اسلام کے نام پر عالم وجود میں آیا اس کا استحکام اور سلامتی رہے اور اس مملکت خداداد کے باسی اللہ تعالیٰ کی رسی کو مضبوطی سے تھامتے ہوئے صراط المستقیم پر چلیں اور ہماری نئی نسل میں جذبۂ ایمانی اور جذبۂ حب الوطنی ابھرے۔ آمین ثم آمین

والسلام

سعیدہ الیاس

منتظمہ نور القرآن قراءت اکیڈمی شعبہ البنات

پشاور

☆ ☆ ☆

محترم ڈاکٹر اسرار احمد صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

آپ اسلام کے لئے جو کوشش اور جدوجہد کر رہے ہیں' میں اسے قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہوں۔ اس میں شبہ نہیں ہو سکتا کہ آپ اپنے فرائض صحیح طور پر ادا کر رہے ہیں۔ اخبارات کے ذریعے مجھ تک آپ کے انقلابی پروگرام میں شمولیت کی دعوت پہنچی ہے۔ میں اس خط کے ذریعے آپ کی رہنمائی میں اسلام کے لئے اپنی خدمات پیش کرتا ہوں۔ میں اصولوں اور ہدایات پر عمل کرنے کی پوری کوشش کروں گا۔

آپ کے جواب کا منتظر

چوہدری عبدالرشید سروہا

خانیوال

☆ ☆ ☆

مکرمی و محترمی

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

اگلے روز نوائے وقت میں ایک ادارتی نوٹ نظر نواز ہوا۔ آپ کے بارے میں درج تھا کہ آپ نے محترم قاضی حسین احمد صاحب سے ملاقات کر کے دینی اتحاد کی بہت کوشش کی مگر نتیجہ حسب منشا برآمد نہ ہوا۔ اس پر ادارتی نوٹ میں جو ضروری تلقین کی گئی اس کی تائید کرتا ہوں مگر افسوس کے ساتھ لکھنا پڑتا ہے کہ قاضی حسین احمد صاحب ۹۳ء سے Derailed ہو چکے ہیں.....

.....اندریں حالات آپ کی تشخیص اور لائحہ عمل ہی قابل عمل نظر آتا ہے۔ جلد از جلد تمام دینی عناصر کو مشترکہ مقاصد پر اکٹھا کر کے تحریک چلائیں تاکہ ملک میں صحیح اسلامی نظام کا قیام عمل میں لایا جا سکے۔ قاضی صاحب چاہتے ہیں کہ یہ سب ان کو امام مان لیں لیکن یہ امر سخت محال ہے۔ لہٰذا آپ اپنی سی کوشش جاری رکھیں تاکہ صحیح امامت صالحہ روبہ عمل آ سکے۔ صرف اسی طریقے سے قیادت باطلہ کا توڑ ممکن ہے۔ والسلام

دعاگو

محمد رمضان

مخدوم پور پہوڑاں

بقیہ: منبر و محراب

الیف کی طرف سے ملنے والا موجودہ قرضہ ہے۔ یہ قرضہ درحقیقت سلو پوائزنگ ہے جو ہمیں دیا جا رہا ہے اس سے بھی بالآخر ہمیں مرنا ہی ہے۔ بہتر یہ ہوگا کہ ہم جرأت و ہمت کا مظاہرہ کرتے ہوئے قرضوں اور سود کی ادائیگی سے صاف انکار کر دیں۔ جب تک ہم یہ راستہ اختیار نہیں کریں گے اس وقت تک ملک کی معیشت درست نہیں ہوگی۔ ہمیں دین کے حوالے سے اندرونی اور بیرونی ہر قسم کا سود ختم کرنا ہوگا ہماری معاشی خوشحالی اور استحکام بھی اسی کے ساتھ وابستہ ہے۔

امریکی نائب وزیر خارجہ ٹالبوٹ کی آمد کا واضح مقصد پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو سبوتاژ کرنا ہے۔ عالمی صیہونیت یہ نہیں چاہتی کہ ایٹمی صلاحیت سے مسلح پاکستان ترقی کی منازل طے کرے۔ اسی طرح فارن کرنسی اکاؤنٹس کا معاملہ بھی تشویشناک ہے۔ تمام رقوم پہلے ہی سے ہضم کی جا چکی ہے' چنانچہ ہائی کورٹ کا فیصلہ حقیقت پر مبنی ہے کہ یہی دیانت و امانت کا تقاضا ہے۔ فارن کرنسی اکاؤنٹس میں جمع شدہ رقوم کو ہضم کرنا بہت بڑی بددیانتی اور خیانت کا مظہر ہے۔ حکومت کے اس اقدام سے ملک اندرونی طور پر دیوالیہ ہو ہی چکا ہے۔ پاکستان کو پیش آمدہ صورتحال سے عہدہ برآ ہونے کے لئے پوری قوم شیر کی طرح زندہ رہنے کا فیصلہ کرے چاہے یہ زندگی ایک دن کی ہی ہو۔ لیکن اگر یہ راستہ اختیار نہ کیا گیا تو پھر "ہے جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات" کا معاملہ تو ہو کر رہے گا۔

عدلیہ کے ساتھ حکومت کی محاذ آرائی کا معاملہ بھی بہت خطرناک حیثیت اختیار کر چکا ہے۔ اگرچہ یہ درست ہے کہ ہمارا موجودہ عدالتی نظام بہت خام ہے اور اس میں کئی ایک خامیاں اور خلاء موجود ہیں' جس کی وجہ سے مقدمات طویل مدت تک زیر سماعت رہتے ہیں مگر موجودہ عدالتی نظام کو درست کرنے کی بجائے اس کا متبادل نظام قائم کرنا درست نہیں ہے۔ ستم بالائے ستم یہ ہے کہ حکومت نے عدالتی طریق کار کو شریعت کورٹ کے دائرہ اختیار سے ابھی تک باہر رکھا ہوا ہے' جس کی وجہ سے تمام معاملات خراب ہیں۔ اگر اسلام کا قانون شہادت نافذ کر دیا جائے اور شرعی عدالت کے دائرہ اختیار پر سے تمام پابندیاں ہٹا دی جائیں تو موجودہ عدلیہ ہی عدل و انصاف کے تمام تقاضوں کو پورا کر سکتی ہے۔ ○○

پولیس مقابلوں کی آڑ میں ملزموں کو "پار" کرنے سے بھی زیادہ "فوری انصاف" کیسے مہیا ہو سکے گا؟

حکمرانوں کا قرب ٹیکس سے بچاتا جبکہ ان کی مخالفت سے ٹیکس عذاب بن کر نازل ہوتا ہے

کیا پاکستان میں صرف "جنگ گروپ" ہی ٹیکس چوری کا مرتکب ہو رہا ہے؟

مرزا ایوب بیگ' لاہور

"قانون اندھا ہوتا ہے" یہ ضرب المثل اتنی ہی پرانی ہے جتنا کہ قانون کی حکمرانی کا تصور پرانا ہے۔ یعنی بآسانی یہ کہا جا سکتا ہے کہ قانون پیدائشی اندھا ہے اور عجیب بات یہ ہے کہ جوں جوں علم اور ٹیکنالوجی میں جدت آتی چلی گئی اس کے اندھے پن کا علاج کرنے کی کوشش نہیں کی گئی۔ بلکہ اسے قوموں کے ترقی یافتہ اور باشعور ہونے کی علامت سمجھا جانے لگا۔ مثلاً امریکہ جو دنیا کی واحد سپرپاور ہے اور اس کا صدر دنیا کا طاقتور ترین انسان سمجھا جاتا ہے' لیکن یہ انتہائی طاقتور شخص اس صدی میں دوسری مرتبہ اس اندھے کی لاٹھی کی زد میں آیا ہے۔ پہلا امریکی صدر رچرڈ نکسن تھا جس نے خود کو اس لاٹھی کی زد میں پاتے ہی ہاتھ اٹھا دیئے تھے اور بہتی آنکھوں کے ساتھ وائٹ ہاؤس سے رخصت ہو گیا تھا۔ لیکن موجودہ امریکی صدر بل کلنٹن خاصا سخت جان ثابت ہو رہا ہے۔ اگرچہ یہ بات یقین سے کہی جا سکتی ہے کہ اگر امریکی صدر اس اندھے کی لگائی ہوئی ضرب سے جانبر ہو بھی گیا تو بھی وہ وائٹ ہاؤس میں اپنی صدارتی زندگی کے بقایا دن اس کے لگائے ہوئے زخم کو سہلاتے ہوئے گزارے گا۔

یہاں یہ بات قارئین ندائے خلافت کے علم میں لانا بہت ضروری ہے کہ موجودہ امریکی صدر کلنٹن کی جنگ یہ نہیں ہے کہ اس اندھے کو آنکھیں دو تاکہ وہ جان سکے کہ کون اس کی زد میں ہے' بلکہ اس کا استدلال یہ ہے کہ جو الزام اس پر لگایا گیا ہے وہ مکمل طور پر درست نہیں بلکہ جزوی طور پر درست ہے۔ اور اپنی اس خطا پر وہ قوم سے سرعام معافی مانگ چکا ہے۔ اور قوم سینٹ کے انتخابات میں اس کے حق میں فیصلہ دے کر اس کی معذرت قبول کر چکی ہے۔ بہرحال امریکی صدر قانون کی تاویل کرنے والوں کے حق کو فائق تسلیم کرتے ہوئے کٹہرے میں کھڑا ہے اور اپنی قسمت کے بارے میں ان کے فیصلے کا منتظر ہے۔ اور مفسرین قانون پر اثر انداز ہونے کے لئے کسی نوع کے میڈیا کا یا نئے صدارتی آرڈی نینسز کے اجراء کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس ساری صورتحال کا اگر پاکستان کے حالات کے ساتھ تقابل کریں تو بڑے افسوس سے کہنا پڑے گا کہ پاکستان میں حکمرانوں نے بانی پاکستان کی آنکھیں بند ہوتے ہی قانون کی آنکھیں کھول دی تھیں اور اس کی لاٹھی کا سائز بھی چھوٹا کر دیا گیا تھا اور وہ کسی بھی قد آور اور بلند و بالا شخصیت کے سر پر نہیں برس سکتی۔ بیسویں صدی کی اس آخری دہائی میں جب ترقی اور جمہوریت کے راستے پر گامزن دنیا اکیسویں صدی میں داخلے کی زوردار

تجزیہ

تیاریوں میں مصروف ہے' پاکستان میں وی آئی پی (VIP) شخصیات نے قانون کے ہاتھ سے لاٹھی چھین کر خود تھام لی ہے اور قانون ان کے پیچھے پیچھے دم ہلاتا اور سونگھتا ہوا لاٹھی بردار کے اشارے پر یا خود اپنے تئیں پر خطر اشیاء پر حملہ آور ہوتا ہے وہ خود اپنا دشمن لیکن لاٹھی بردار کا وفادار ہے۔ صرف گزشتہ ہفتہ کے چند واقعات پر نگاہ ڈالیں' بات بالکل واضح ہو جائے گی۔

پنجاب میں گزشتہ اڑتالیس گھنٹوں میں سترہ افراد کو پولیس مقابلے میں ہلاک کر دیا گیا۔ ان سترہ افراد میں وہ ملزم بھی شامل تھا جس نے صدر کے بیٹے پر شراب نوشی کا الزام لگایا تھا اور سپاہ صحابہ کے وہ تین ارکان بھی شامل تھے جن پر وزیراعظم کی رہائش گاہ کے راستے کا پل اڑا دینے کا الزام لگایا گیا تھا۔ یاد رہے کہ یہ الزام پہلے ایم کیو ایم پر پھر پطرس مسیح اور آخر میں سپاہ صحابہ پر لگایا گیا تھا۔ لاہور ہائی کورٹ نے پنجاب اسمبلی کے معزز رکن کی صاحبزادی حمیرا بٹ کی اس درخواست پر کہ اسے قانون سازوں اور قانون کے محافظوں سے جان کا خطرہ ہے لہٰذا اسے خاوند کے پاس جانے کی اجازت دی جائے اور اسے تحفظ بھی فراہم کیا جائے۔ لاہور ہائی کورٹ نے حمیرا بٹ کو جوان' باشعور اور شادی شدہ عورت قرار دیتے ہوئے اس کی درخواست قبول کر لی اور انتظامیہ کو حکم دیا کہ درخواست دہندہ کی حفاظت کی جائے۔ حمیرا بٹ امریکہ اپنے خاوند کے پاس جانے کیلئے جب کراچی ایئرپورٹ پر پہنچی تو لاہور سے قانون کے محافظ کراچی پہنچے اور ایئرپورٹ سے حمیرا بٹ کو زبردستی اپنی گاڑی میں ڈال لیا۔ ایئرپورٹ سیکورٹی چونکہ قانون کی کھلی آنکھیں دیکھ چکی تھی لہٰذا اس نے حمیرا بٹ کی چیخوں پر کان نہ دھرے جو چلا چلا کر کہہ رہی تھی کہ اسے پولیس مقابلے میں ہلاک کر دیا جائے گا۔ حمیرا بٹ کے سسرال نے جب لاہور ہائی کورٹ سے رجوع کیا تو لاہور پولیس نے لاہور ہائی کورٹ کو بتایا کہ وہ حمیرا نامی لڑکی کو نہیں جانتے اور نہ ہی وہ ان کی تحویل میں ہے۔

ٹیکس کلچر پاکستان میں کبھی بھی فروغ نہیں پا سکا' لیکن اس کے ذمہ دار صرف ٹیکس گزار نہیں ہیں۔ ٹیکس گزاروں کا کہنا ہے کہ محکمہ کے سامنے سچ بولنا اور صاف گوئی سے کام لینا خودکشی کے مترادف ہے۔ وہاں سانچ کو آنچ ہے اور جھوٹ کے پاؤں ہیں۔ پھر یہ کہ پاکستان میں ٹیکس گزار بداعتمادی کا شکار ہے' اسے اگر یقین اور اعتماد ہو کہ اس کا ادا کردہ ٹیکس قوم و ملک کی فلاح و بہبود پر خرچ ہو گا تو وہ ٹیکس دینے سے کبھی گریز نہ کرے۔ اسے شک نہیں بلکہ یقین ہے کہ اس کے خون پسینے کی کمائی حاکم اللوں تللوں میں اڑا دیتے ہیں۔ پاکستان میں ہر شخص یہ جانتا ہے کہ حاکموں کا قرب ٹیکس سے بچاتا ہے اور ان کی مخالفت سے ٹیکس عذاب بن کر نازل ہوتا ہے۔ راقم نہیں جانتا کہ جنگ گروپ اور حکومت کے درمیان حالیہ جنگ میں کون سچا اور کون جھوٹا ہے البتہ حکومت کی طرف سے جنگ گروپ پر ٹیکس چوری کے الزامات پر چند سوالات اُبھرتے ہیں۔

مثلاً کیا پاکستان میں صرف جنگ گروپ ٹیکس چوری کا مرتکب ہو رہا ہے؟ کیا حکومت کی حمایت میں لکھنے والے

اخبارات پورا ٹیکس ادا کر رہے ہیں؟ کیا حکومت کو جنگ گروپ کے بارے میں اچانک انکشاف ہوا ہے کہ وہ ٹیکس چوری کر رہا ہے؟ کیا جمہوری حکومت کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اخبارات کو ڈکٹیٹ کرے؟ (جیسا کہ اس کیسٹ سے ثابت ہوا ہے جو میر شکیل الرحمٰن نے پریس کانفرنس میں سنوائی ہے) کیا ناپسندیدہ صحافیوں کو نکالنا ٹیکس کی ادائیگی کا بدل ہو سکتا ہے؟ (بحوالہ کیسٹ) یعنی موجودہ حاکم قانون کو نادیدہ و بینا بنا دینا چاہتے ہیں کہ وہ دوست اور دشمن کو فوری طور پر پہچان سکے۔

ہفتہ رفتہ کی اہم ترین خبر ملک بھر میں فوجی عدالتوں کا قیام ہے۔ حکومت نے سندھ میں جب فوجی عدالتیں قائم کی تھیں تو ان عدالتوں کے جواز کے خلاف سپریم کورٹ میں آئینی درخواست دی گئی تھی جو سپریم کورٹ نے سماعت کے لئے منظور کر لی تھی۔ سپریم کورٹ نے یکم فروری سے باقاعدہ سماعت کے آغاز کا حکم دیا تھا اور فوجی عدالتوں کی طرف سے موت کی سزا پر عمل درآمد اس وقت تک کے لئے روک دیا تھا جب تک فوجی عدالتوں کی حیثیت کے بارے میں آخری فیصلہ صادر نہیں کیا جاتا۔ سپریم کورٹ نے اپنے فیصلے تک فوجی عدالتوں کو کام کرنے اور مجرموں کو سزا دینے سے روکا نہیں تھا صرف موت کی سزا پر عمل درآمد اپنے فیصلے تک مؤخر کیا تھا اور یہ فیصلہ بڑا منطقی تھا۔ اس لئے کہ اگر فوجی عدالتوں کا جواز ثابت نہ ہو سکا تو باقی تمام سزاؤں کی تلافی تو ممکن ہو گی سزائے موت پر اگر عملدرآمد ہو گیا تو اس کی تلافی کیسے ممکن ہو گی۔ حکومت نے یکم فروری کو سماعت کے آغاز سے پہلے ہی فوجی عدالتوں کا دائرہ سارے ملک میں وسیع کر کے سپریم کورٹ کو یہ پیغام دیا ہے کہ سپریم کورٹ حکومت کی نظر میں قابل احترام نہیں۔

ہمارے وزیر اعظم فوری انصاف کے زبردست قائل بلکہ شیدائی ہیں۔ وہ فوجی عدالتوں کو بھی فیصلہ دینے کے لئے تین دن سے زیادہ وقت نہیں دینا چاہتے تھے۔ فوجی عدالتوں نے بڑے اصرار سے فیصلہ کے لئے ایک ہفتہ کا وقت حاصل کیا ہے۔ سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ پولیس مقابلے سے بھی زیادہ فوری انصاف کیسے مہیا ہو سکے گا۔ پولیس مقابلے میں بہرحال زنجیریں کھولنے اور چند کلومیٹر دور لے جانے اور درخت سے باندھنے کا وقت تو لگتا ہی ہے' اگر لاش کو درخت سے کھولنے کے وقت کو انصاف کے بعد کا وقت شمار کر لیا جائے تو پھر بھی اس سارے عمل کو ایک یا دو گھنٹے درکار ہیں۔ اگر فوری انصاف مہیا کرنے والے یہ پولیس مقابلے بھی دہشت گردی اور قتل و غارت کا خاتمہ نہیں کر رہے تو وہ فوجی عدالتیں جو فوری انصاف مہیا کرنے میں پورا ایک ہفتہ لگا دیں گی' امن و امان قائم کرنے میں کیسے مدد و معاون ثابت ہو سکیں گی۔

محترم وزیر اعظم صاحب! بلاشبہ انصاف میں تاخیر انصاف سے انکار کے مترادف ہے اور بلاشبہ ہمارا عدالتی نظام بہت فرسودہ ہے' لیکن اس میں صرف عدالتوں کا قصور نہیں ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قانون کو آنکھیں عطا کر دی ہیں اور وہ چھوٹے بڑے میں تمیز کرنے لگا ہے۔ فرمان نبویؐ ہے کہ تم سے پہلے قومیں اس لئے تباہ ہوئیں کہ جب ان کا کوئی بڑا جرم کرتا تو اسے سزا نہیں دی جاتی تھی۔ محترم وزیر اعظم صاحب! دہشت گردی' قتل و غارت صرف اور صرف اس لئے ختم نہیں ہو رہے کہ ہم نے طاغوتی نظام کو قبول کیا ہوا ہے۔ ہم جرائم کی وجہ اور جواز ختم نہیں کر رہے' ہم محض جبر سے جرائم کا خاتمہ چاہتے ہیں۔ ہم اسلام کے عادلانہ نظام کے قیام سے پہلو تہی کر رہے ہیں۔ ہم پیاز بیج کر سیب اُگنے کی توقع لگائے بیٹھے ہیں' ایسا نہ ماضی میں ہوا ہے نہ مستقبل میں ہو گا۔

خبرنامہ اسلامی امارت افغانستان

افغانستان میں اسامہ کی موجودگی اقوام متحدہ کے قوانین کے عین مطابق ہے

کابل کے انٹر کانٹی نینٹل ہوٹل میں وزارت اطلاعات و ثقافت کے زیر اہتمام افغان دانشوروں' ادیبوں اور صحافیوں نے ایک تحقیقی سیمینار میں مقالے پیش کئے۔ "افغانستان میں اسامہ کی موجودگی' اسلامی امارت کا موقف' امریکہ اور دہشت گردی اور عالمی تناظر میں افغانستان پر امریکی حملہ" مقالے کا موضوع تھا۔ مقررین نے اپنے مقالوں میں اقوام متحدہ کے قوانین کی روشنی میں اسامہ کی موجودگی کو جائز اور اسلامی امارت کے موقف کو مبنی برحق قرار دیتے ہوئے امریکہ کو عالمی دہشت گرد قرار دیا اور افغانستان' سوڈان اور عراق پر امریکی حملوں کو اقوام متحدہ کے منشور' عالمی قوانین اور تمام اخلاقی بنیادوں سے تجاوز کا نام دیا۔

مجددی اور گیلانی الگ پرواز کرنے کی بجائے طالبان کی حمایت کریں

مشہور جہادی شخصیت مولوی محمد نبی محمدی نے کہا ہے کہ موجودہ وقت میں اسلامی امارت افغانستان کے مقابل کسی قسم کا محاذ کھولنا یا سیاسی مخالفت کرنا خواہ وہ جس نام اور عنوان سے بھی ہو بے معنی اور فضول عمل ہے جو مزید بے اتفاقی' انتشار اور پیچیدگی کے سوا کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ انہوں نے کہا کہ میں گیلانی اور مجددی کو مشورہ دیتا ہوں کہ وہ الگ پرواز کرنے کی بجائے طالبان اسلامی امارت کی حمایت کر کے اپنا دینی اور قومی فریضہ ادا کریں۔ طالبان نے صحیح معنوں میں نمائندہ حکومت قائم کی ہے۔ اس کی مخالفت شرعاً ناجائز عمل اور قوم کے ساتھ عظیم خیانت ہے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان مجاہد قوم طالبان کی پشت پر ہے' ذاتی اغراض اور مفادات والے اعتراض کرتے ہیں وہ درحقیقت اسلام اور مسلمانوں کے دشمن ہیں۔ مولوی محمد نبی محمدی نے مزید کہا کہ طالبان کے خلاف شرانگیزی اور فتنہ پردازی ناقابل معافی جرم ہے جس کا ازالہ نہیں ہو سکے گا۔

جلال آباد : بجلی کی مد میں ماہانہ کروڑوں کی آمدن

ننگرہار کے محکمہ بجلی کے سربراہ مولوی محمد فاروق نے بتایا کہ امارت اسلامی کی عملداری کے بعد دیگر شعبوں کے ساتھ ساتھ بجلی کے محکمے کو بھی تیزی سے فعال کیا گیا ہے۔ ناکارہ مشینوں' تبدیل کر کے ان کی جگہ نئی مشینری خریدی گئی ہے جس سے امارت اسلامی کو بڑے پیمانے پر مالی بچت ہو رہی ہے۔ انہوں نے کہا ایسی مشینری کا بندوبست کیا گیا ہے جس سے ناکارہ ٹرانسفارمروں کو مرمت کر کے قابل استعمال بنایا جاتا ہے۔ اب تین چار لاکھ مالیت کا "پی ایم ٹی" صرف تین چار ہزار روپے میں مرمت کر لیا جاتا ہے۔ جب جلال آباد کے بجلی گھر کی مشینوں کا معائنہ کیا گیا تو انکشاف ہوا کہ تین انتہائی قیمتی مشینوں میں سے ایک جل کر تباہ ہونے کے قریب ہے لہٰذا اسے فوراً ماہر انجینئروں کے حوالے کر دیا گیا۔ پینتیس انجینئر مشین کی مرمت کر رہے ہیں اور امید ہے کہ کروڑوں کی مالیت کی یہ مشینری محض چند ہزار روپے میں استعمال کے قابل ہو جائے گی۔

ہرات : غیر شرعی رسومات کا خاتمہ

ہرات میں دولہا اور دلہن کو پھولوں سے مزین گاڑی میں بٹھا کر شہر کا چکر لگانے کی رسم کو ختم کر دیا گیا ہے۔ شادی کے اس جلوس میں دیگر منکرات کے ساتھ بے پردہ عورتیں چمکیلے بھڑکیلے' لباس پہنے' دف بجاتی' نغمے گاتی ہوئی سڑکوں سے گزرتیں اور نوجوان ان کے آگے رقص کرتے چلتے جاتے تھے۔ طالبان نے ان تمام بے ہودہ طریقوں اور غیر شرعی رسوم و رواج کو ختم کر دیا ہے۔

مبتدی تربیت گاہ

7/ فروری 99ء بروز اتوار سے تنظیم اسلامی کے مرکزی دفتر گڑھی شاہو لاہور میں مبتدی تربیت گاہ منعقد ہو گی۔

حضرت امیر معاویہؓ کے دورِ خلافت کی فتوحات

تحریر و ترتیب : فرقان دانش خان

حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے دور خلافت میں حضور اکرمؐ کے مقصد بعثت نبوی یعنی غلبۂ دین حق کی تکمیل اور انقلاب محمدیؐ کی توسیع پر مناسب توجہ دی جس کی رفتار حضرت عثمان غنیؓ کی شہادت کے باعث سست ہو گئی تھی۔ چنانچہ ان کے عہد حکومت میں کئی نئے علاقے اور ممالک دائرہ اسلام میں داخل ہوئے جن کا تذکرہ اختصار کے ساتھ حسب ذیل ہے۔

سندھ کی فتوحات

اگرچہ مسلمانوں کے قدم خلفائے راشدین حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان غنیؓ اور حضرت علیؓ کے دور خلافت میں ہی ہندوستان کی سرزمین تک پہنچ چکے تھے اور اس دور میں سندھ کی سرحد پر اکا دکا بحری و بری حملے بھی ہوئے تھے۔ لیکن خلفائے راشدین کے عہد میں برصغیر پر باقاعدہ لشکر کشی کی نوبت نہ آئی۔ حضرت امیر معاویہؓ کے زمانہ میں ہندوستان پر دو اطراف سے لشکر کشی ہوئی۔ ایک فوج ۴۴ھ میں مہلب بن ابی صفرہ کی سرکردگی میں کابل کو فتح کرتی ہوئی درہ خیبر کی راہ سے ہندوستان میں داخل ہوئی اور قیقان (قلات) کی طرف بڑھی۔ یہاں اس کا ایک ترک دستہ سے مقابلہ پیش آیا۔ جسے مہلب نے شکست دی اور جو مال غنیمت ہاتھ آیا لے کر لوٹ گئے۔

دوسری فوج عبداللہ بن سوار عبدی کی سرکردگی میں قدیم راستہ سندھ سے حملہ آور ہوئی۔ انہوں نے بھی قیقان پر حملہ کیا اور یہاں کے مشہور قیقانی گھوڑے مال غنیمت میں حاصل کر کے امیر معاویہؓ کی خدمت میں پیش کئے تاہم ابھی تک ہندوستان کے سرحدی علاقوں پر یہ معاملہ جھڑپوں اور مال غنیمت کے حصول سے آگے نہ بڑھ سکا تھا۔ البتہ ان کے بعد جب سنان بن ابی سنان ہذلی کا تقرر ہوا تو انہوں نے مکران کو فتح کیا پھر راشد بن عمرو ازدی مقرر ہوئے جو قیقان پر حملہ آور ہوئے اور فتح یاب ہوئے۔ بعد ازاں عباد بن زیاد سیستان کے راستے زود کو عبور کر کے قندھار پر حملہ آور ہوا۔ اہل قندھار نے اس کا بڑی بہادری سے مقابلہ کیا لیکن فتح مسلمانوں کے حصے میں آئی اور یوں سندھ کے کچھ علاقوں پر مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ (سندھ کی مکمل تسخیر ولید بن عبدالملک کے دور میں محمد بن قاسم کے ہاتھوں عمل میں آئی)۔

ترکستان کی فتوحات

۵۴ھ ہجری میں امیر معاویہؓ نے عبیداللہ بن زیاد کو خراسان (شمالی ایران) کا والی مقرر کیا تو اس نے ترکستان کے قبائل پر فوج کشی کی اور بخارا کے کوہستانی علاقہ کو عبور کر کے رامنی، نصف اور بیکند تک کے علاقے فتح کر لئے۔ ۵۵ ہجری میں حضرت عثمان غنیؓ کے صاحبزادے سعید والی مقرر ہوئے تو انہوں نے عبیداللہ کی مہم کو جاری رکھا اور سغد، بخارا، سمرقند اور ترمذ کے علاقوں کو زیر نگیں کر لیا۔

شمالی افریقہ کی فتوحات

خلافت راشدہ کے زمانہ ہی میں شمالی افریقہ کا کافی حصہ مسلمانوں کے قبضہ میں آ چکا تھا۔ امیر معاویہؓ نے اپنے دور اقتدار میں اس کو مزید وسعت دی۔ چنانچہ ۴۱ھ میں عقبہ بن نافع کی سرکردگی میں مسلمان فوج لواتہ اور زناتہ تک پہنچ گئی۔ ۴۳ھ میں سوڈان کے بعض حصے فتح ہوئے۔ ۴۶ھ میں "غدہ مش" پر قبضہ ہوا۔ اس زمانہ یعنی ۴۱ھ میں معاویہ بن خدیج نے نبرزت اور رد یفع بن ثابت انصاری نے جزیرہ حربہ پر قبضہ کر لیا۔ ۴۵ھ میں نسوسہ اور جلولا فتح کئے گئے (واضح رہے کہ جلولا نام کا علاقہ عراق میں بھی ہے جہاں عہد فاروقی میں ایک زبردست معرکہ ہوا تھا)۔

۵۰ھ میں امیر معاویہؓ نے عقبہ بن نافع کو افریقہ کے سرکش بربری قبائل کی سرکوبی کیلئے مامور کیا۔ انہوں نے باغیوں کا قلع قمع کیا اور یہاں ایک نیا شہر قیروان آباد کیا۔ اس کے بعد عقبہ بن نافع آگے بڑھتے بڑھتے ۵۷ھ میں بحر اوقیانوس تک جا پہنچے۔ جب تا حد نگاہ پانی کے سوا کچھ نظر نہ آیا تو عقبہ پوری فوج سمیت سمندر میں داخل ہو گئے اور ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر کہا "اے اللہ اگر یہ سمندر میری راہ میں حائل نہ ہوتا تو میں تیرا دین پھیلاتا اور تیرے دشمنوں کو کچلتا ہوا دنیا کے آخری کنارے تک پہنچ جاتا"۔

اہل روم سے معرکہ آرائیاں

حضرت امیر معاویہؓ نے اپنے دور میں رومیوں کے حملہ سے بچاؤ کے لئے بڑے انتظامات کئے۔ سب سے پہلے ۴۳ھ میں رومیوں سے مقابلہ ہوا جس میں رومیوں کو شکست ہوئی۔ حضرت امیر معاویہؓ نے بحری بیڑے کے ساتھ ایک مستقل گرمائی فوج قائم کی جو صرف رومیوں سے برسرپیکار رہتی اور کوئی سال بحری جنگ سے خالی نہ جاتا تھا۔ ان مہموں کی حیثیت فاتحانہ نہ تھی بلکہ ان مہموں کا مقصد رومیوں کو دھمکانا اور اپنی مدافعت مقصود تھی تاکہ آئندہ مستقل حملوں کیلئے کوئی موقعہ ہاتھ آسکے۔

متفرق فتوحات

جزیرہ روڈس بحیرۂ روم میں واقع ہے جو اناطولیہ کے قریب جنوب مغرب میں نہایت سرسبز و شاداب جزیرہ تھا۔ ۴۲ھ میں جنادہ بن ابی امیہ نے اس کو فتح کر کے یہاں مسلمانوں کو آباد کیا گیا۔ اس طرح ۵۴ھ میں قسطنطنیہ کے قریب واقع جزیرہ ارواڈ کو بھی جنادہ نے فتح کیا اور یہاں بھی امیر معاویہؓ کے حکم پر بہت سے مسلمان آباد کئے گئے۔

معرکۂ قسطنطنیہ

مسلمانوں کی سب سے بڑی حریف قسطنطنیہ کی رومی حکومت تھی۔ اس زمانے میں قسطنطنیہ مشرقی یورپ کا قلب تھا اور اس پر ضرب پڑنے سے پورے مشرقی یورپ پر اثر پڑتا تھا۔ چنانچہ ۴۹ھ میں امیر معاویہؓ نے بڑے اہتمام سے اس پر فوج کشی کی اور سفیان بن عوف کی ماتحتی میں ایک بڑا لشکر روانہ کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے قسطنطنیہ کے فاتحین کو جنت کی بشارت دی تھی اس لئے حضرت ابو ایوب انصاریؓ، عبداللہ بن عمرؓ اور عبداللہ بن عباسؓ جیسے جلیل القدر صحابہؓ نے اس معرکہ میں شرکت کی۔ اس لشکر نے بری اور بحری دونوں راستوں سے آگے بڑھ کر قسطنطنیہ کا محاصرہ کیا۔ رومیوں نے مدافعت میں پوری طاقت صرف کر دی۔ ادھر مسلمانوں کا جوش جہاد بھی عروج پر تھا۔ قسطنطنیہ کی فصیل بہت اونچی تھی جہاں سے رومی متواتر آگ برساتے رہے جس کے باعث محاصرے نے طول کھینچ لیا۔

اس محاصرہ کے دوران حضرت ابو ایوب انصاریؓ نے تقریباً ۹۰ برس کی عمر میں بیمار ہو کر وفات پائی۔ انہیں ان کی وصیت کے مطابق قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے لے جا کر دفن کیا گیا۔ ان کی وصیت تھی کہ "میری لاش کو جہاں تک ممکن ہو سکے دشمن کی سرزمین کے اندر دور لے جا کر دفن کرنا تاکہ بروز قیامت جب اللہ کے سامنے جاؤں تو کہہ سکوں کہ اے اللہ جب میں جوان تھا تو تیرے دین کی سربلندی کے لئے جہاد کیا، بوڑھا ہوا تو بھی تیری راہ میں چلتا رہا، بیماری میں بھی تیرے کلمہ کی سربلندی کے لئے جہاد کیا حتیٰ کہ میری لاش بھی (غلبہ دین حق کے لئے) سفر جہاد پر رہی"۔ اس کے بعد مسلمانوں نے رومیوں سے بات چیت کی کہ اگر تم نے لاش کی بے حرمتی کی تو پھر اسلامی سلطنت کی حدود میں کبھی ناقوس نہ بج سکے گا۔

اس محاصرے میں مسلمان کھلے میدان میں خیمہ زن تھے۔ جب شدت کی سردی پڑنے لگی تو یہ محاصرہ اٹھا دیا گیا۔ اگرچہ یہ مہم ناکام رہی مگر اس سے رومی بہت خائف ہوئے اور انہوں نے اسلامی سلطنت کے خلاف کوئی جارحانہ کارروائی کرنے کی جرأت نہ کی۔

کراچی: امیر تنظیم اسلامی کا ختم قرآن کی تقریب سے خطاب

امیر تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے میٹ ء ٹریٹ شادی ہال گلشن اقبال میں ختم قرآن کی تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن نے کفار و مشرکین کے قرآنی دعوت کے جواب میں ان کے قول کو نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ چاہے آپؐ جتنا قرآن سنالیں ہم پر کوئی اثر نہیں ہو گا کیونکہ اس کے بارے میں ہمارے دلوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں اور ہمارے کانوں میں بوجھ ہے اور ہمارے اور آپؐ کے درمیان پردے پڑے ہوئے ہیں۔ غور کیا جائے تو آج امت مسلمہ کی کیفیت بھی اس سے مختلف نہیں۔

امیر تنظیم اسلامی نے کہا قرآن سے لاتعلقی کا ہمارا موجودہ رویہ بھی اس مرض کا مظہر ہے۔ مکی سورتوں میں زور ایمانیات پر ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ الحمد للہ ہم مسلمان ہیں لہٰذا ایمان کی دعوت کا ہم سے کیا تعلق ہے۔ مدنی سورتوں میں اسلامی ریاست کے قیام کی بناء پر زور قانون شریعت پر ہے۔ دور ملوکیت میں شعوری فیصلہ کر کے عوام کی توجہ کو قرآن سے ہٹایا گیا۔ علماء کا سارا زور فقہ پر رہ گیا۔ عوام کے سوادِ اعظم کا دین ثوابی دین بن کر رہ گیا۔ قرآن کریم کو محض حصول ثواب کا آلہ بنادیا گیا۔ عوام الناس کا معاملہ تو اس بارے میں آچکا ہے کیونکہ وہ قرآن کا علم نہیں رکھتے۔ انہوں نے کہا کہ تعلیم یافتہ طبقہ کو ثواب تو مل جائے گا لیکن قرآن سے روگردانی پر شدید اندیشہ ہے کہ ان کے ثواب سے ان کی سزا بڑھ جائے۔ وہ اس بات پر اللہ تعالیٰ کے سامنے کیا جواز پیش کریں گے کہ دنیوی علوم کے حصول کے لئے تو انہوں نے اپنی تمام توانائیاں کھپا دیں اور وسائل لگادیئے لیکن عربی زبان سے خود کو محروم رکھا۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ مدنی سورتوں میں منافقین کے بارے میں بحث ہے اور ہم سمجھتے ہیں کہ ہم مسلمانوں کو منافقت سے کیا سروکار۔ جبکہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی رسول کو یہ اندیشہ لاحق رہتا تھا کہ کہیں خدانخواستہ ان کا اسم گرامی منافقین میں تو شامل نہیں۔ منافقین ایمان کی دولت سے محروم رہے تھے لہٰذا وہ منافقت سے خطرہ محسوس نہیں کرتے تھے جبکہ مومنین ایمان کی دولت سے مالا مال تھے لہٰذا انہیں منافقت کا خطرہ لاحق رہتا تھا۔ ہمارے اور قرآن کے درمیان دو بڑے حجابات کا تذکرہ کرتے ہوئے امیر تنظیم اسلامی نے کہا کہ عہد حاضر کے فکر و فلسفے اور خیالات و نظریات نے ہمارے اہل علم کو مرعوب کر رکھا ہے۔ اس عذاب دانش حاضر کا پردہ اسلاف میں امام ابن تیمیہ اور امام غزالیؒ اور آج کے دور میں علامہ اقبال نے چاک کیا۔ ان گمراہ کن نظریات کو قرآنی علوم کے ذریعہ ہی رد کیا جاسکتا ہے۔ انسان کے اپنے اندر اور کائنات میں اللہ تعالیٰ کی نشانیاں موجود ہیں جو قرآن کی صداقت کو واضح کرتی ہیں۔ اہل مغرب اس میدان میں آگے بڑھ گئے۔ سائنسی ایجادات و انکشافات نے قرآن کی صداقت کو نمایاں کیا لیکن ان کی روشنی میں قرآنی آیات کی تاویل پر علماء کی جانب سے کفر کے فتوے جاری کئے گئے۔ جن کی بناء پر جدید ذہن کا نوجوان اپنے اور علماء کے درمیان دوری محسوس کرتا ہے۔ حالانکہ امور دین کے معاملے میں ہمیں پیچھے سے پیچھے جانا چاہئے اور امور دنیا مثلاً کائنات کی حقائق کے بارے میں ہمیں آگے سے آگے کی طرف بڑھنا چاہئے۔

ڈاکٹر اسرار احمد نے کہا کہ قرآن کی دعوت کا خلاصہ اللہ کی مکمل بندگی ہے جو خالصتاً اللہ کی رضا کے لئے یکسو ہو کر کی جائے لیکن یہ باطل نظام کے غلبہ کی صورت میں ممکن نہیں۔ نظام کے جبر نے ہمیں واضح نافرمانیوں میں ملوث کر رکھا ہے۔ سود حرام ہے لیکن سودی مالیاتی نظام کی موجودگی میں سود سے بچنا ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی ان نافرمانیوں سے بچاؤ کی صورت یہ ہے کہ انفرادی سطح پر دین پر جس قدر عمل ممکن ہو، کیا جائے خواہ کیسے ہی مصائب و آلام درپیش ہوں۔ باطل نظام کو ذہناً ہرگز تسلیم نہ کیا جائے بلکہ کم سے کم ضروریات زندگی پر اکتفا کرتے ہوئے اپنی تمام تر توانائیاں اس نظام کو جڑ سے اکھاڑ پھینکنے میں کھپادی جائے۔ اس کے لئے انفرادی کوشش کافی نہیں بلکہ منظم جدوجہد لازم ہے۔ تنظیم اسلامی اسی جدوجہد میں مصروف ہے اور لوگوں کو اسی کی طرف بلا رہی ہے۔

اُسرہ باجوڑ کا دعوتی اجتماع

دعوتی اجتماع میں رفقاء اُسرہ باجوڑ حضرت نبی صاحب، یوسف جان صاحب اور نقیب اُسرہ گل محمود صاحب اقراء چلڈرن اکیڈمی میں تنظیمی دعوت کے لئے تشریف لے گئے۔ گل محمود نے دین کے جامع تصور اور فرائض دینی پر تقریر کی۔ ہمارے دین کے دو بڑے بڑے حصے ہیں یعنی انفرادی اور اجتماعی، انفرادی حصہ میں عقیدہ، عبادات اور معاشرتی رسومات شامل ہے یعنی اللہ ہمارا مالک، خالق رازق ہے ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں۔ ہماری رسومات، رہن سہن کے طور طریقے بھی اللہ کے حکم کے مطابق ہونے چاہئے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے اسلام کے بغیر کسی اور دین پر عمل کیا تو وہ اُس سے قبول نہیں کیا جائے گا عقیدہ، عبادات اور رسومات انسان کی نجی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں اس کو مذہب کہتے ہیں۔

اس طرح ہمارے دین کا ایک بڑا حصہ اجتماعیت سے متعلق ہے۔ جس میں سیاسی نظام، معاشرتی و معاشی نظام اور سماجی نظام شامل ہے۔ سیاسی نظام کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے فیصلے قرآن کے مطابق ہونے چاہئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جو لوگ ہماری نازل کردہ کتاب کے مطابق فیصلے نہیں کرتے وہی کافر، ظالم اور فاسق ہیں"۔ (المائدہ: ۴۵، ۴۶ ۴۷)

معاشی نظام سے مُراد یہ ہے کہ ہماری معیشت اللہ کے حکم تابع ہو۔ قرآن حکیم میں اللہ فرماتا ہے کہ اے ایمان والو! سود کو چھوڑ دو اگر تم مومن ہو اور اگر تم نے سود کو نہیں چھوڑا تو اللہ اور اس کے حبیبؐ کے ساتھ اعلان جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ (البقرہ) حضورؐ نے فرمایا "کہ سود کے گناہ کے ستر حصے ہیں اور اس میں سب سے چھوٹا حصہ اپنی ماں کے ساتھ زنا کرنا ہے" ایک اور حدیث ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ حضورؐ نے فرمایا کہ لوگوں پر ایک ایسا وقت آجائے گا جس میں تمام لوگ سود میں ملوث ہو جائیں گے اور اگر کوئی سودی لین دین نہیں کریں گے تو سود کا دھواں اور گرد و غبار تو ان کو ضرور پہنچ جائے گا۔ ہماری معیشت سودی نظام پر مشتمل ہے اس لئے کہ ہمارے ملک کے تمام بینک اور کارخانے سود پر چلتے ہیں۔ جب تک یہ سودی نظام رائج ہے اس وقت سود کے لعنت میں ہم سب شامل ہیں۔ اس طرح ہمارے دین کے اجتماعی نظام کا ایک حصہ معاشرتی نظام پر مشتمل ہے۔ نظام تعلیم مخلوط طرز کا ہے ہمارے ملک میں پردے کا کوئی بندوبست نہیں۔ پردے کا پورا انتظام کرنا ہمارا فرض ہے۔ دوسرے یہ کہ جاگیردارانہ نظام بھی ختم کرنا چاہئے۔ لوگوں کی اکثریت نے دین کا تصور محدود کر لیا ہے لیکن دین اسلام کا تصور بہت وسیع ہے یعنی دین عقیدہ، عبادات، رسومات، سیاسی نظام، معاشی نظام اور معاشرتی نظام پر مشتمل ہے۔ دین ایک وحدت ہے اس کے حصے بخرے نہیں کئے جاسکتے۔ اسلام کے فرائض تین ہیں۔ سب پہلا فرض دین پر خود کاربند ہونا ہے، دوسرا دین کو دوسروں تک پہنچانا اور تیسرا دین کو قائم کرنا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے اے ایمان والو! اسلام میں خود پورے کے پورے داخل ہو جاؤ۔

دوسرا فرض یہ ہے کہ دین کو دوسروں تک پہنچاؤ۔ آخری حج کے موقع پر حضورؐ نے فرمایا کہ اے صحابہ کرامؓ کیا میں نے آپ کو دین پہنچادیا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جواب دیا کہ اللہ کے رسولؐ نے دین ہم تک پہنچایا بلکہ دین کا حق ادا کیا۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اے اللہ تو بھی گواہ رہنا۔ اور پھر اپنے کندھوں سے ذمہ داری کو اٹھا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے کندھوں پر رکھ دیا اور فرمایا اور اس دین کو اُن تک پہنچاؤ جو یہاں نہیں ہے۔

تیسرا فرض یہ ہے کہ دین قائم کرنا۔ (سورۃ الصف) وہی اللہ ہے کہ جس نے بھیجا اپنے رسولؐ کو الہدیٰ اور دین حق دے کر تاکہ وہ غالب کر دے اس دین کو تمام ادیان پر"۔

فرائض کے لئے تین شرائط ہیں۔ پہلی شرط جہاد ہے یعنی ہم اپنے آپ میں جہاد کا جذبہ پیدا کریں۔ پھر جہاد کے بھی درجے ہیں، جہاد مع النفس، جہاد باطل نظریئے کے ساتھ

اور جہاد کا نقطہ عروج (Climax) یعنی قتال فی سبیل اللہ ہے' جو نظام باطل چلانے والوں سے ہوتا ہے۔

دوسری شرط التزام جماعت ہے۔ حضورؐ نے فرمایا کہ میں تمہیں پانچ باتوں کا حکم دیتا ہوں جماعت بناؤ اور اطاعت کرو۔ اللہ کی راہ میں ہجرت اور جہاد کرو۔ تیسری شرط بیعت کا نظام ہے۔ یہ ایک مسنون اور معروف طریقہ ہے۔ اساتذہ اصلاح الدین عنایت الرحمن صاحب' نثار الحق صاحب' تاج محمد صاحب' بہرام خان کریم صاحب اور مولوی شمس الحق نے تقریر سنی اور خوشی کا اظہار کیا۔ (رپورٹ : گل محمود)

لاہور جنوبی کا دعوت فورم

ماہِ جنوری کا دعوت فورم' ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عبدالخالق صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ قاری صاحب نے سورۃ البقرہ کے ۲۳ ویں رکوع کی تلاوت اور ترجمہ کیا' جس میں نزول قرآن اور صیام رمضان کا مفصل بیان ہے۔ بعد ازاں جناب مسعود پرویز نے نعت "رَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ" پڑھی۔ "دعوت فورم" کے مہمان خصوصی مرزا ندیم بیگ نے اپنے مفصل خطاب میں "رمضان قرآن اور پاکستان کا باہمی تعلق" کے موضوع پر روشنی ڈالی۔

انہوں نے کہا کہ انسان مرکب وجود کا حامل ہے جو روح اور جسم سے عبارت ہے۔ لہٰذا اس کے تقاضے بھی مختلف ہیں۔ جسمانی وجود کے تقاضے روحانی وجود کے تقاضوں سے مختلف ہیں۔ ماہ رمضان المبارک کے دو انعام ہیں' ہمارے لئے پہلا انعام قرآن ہے اور دوسرا پاکستان ہے۔ ۵۳ سال سے پوری قوم پاکستان میں منافقانہ طرز عمل اپنائے ہوئے ہے جس کی وجہ سے اللہ کی رحمت ہم سے دور ہو گئی ہے۔ ہم ملک میں سودی معیشت جاری رکھ کر اللہ اور اس کے رسول کے خلاف حالت جنگ میں ہیں۔ مرزا ندیم بیگ نے پاکستان میں طبقاتی تقسیم پر روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ حکمران طبقات کے سو ارب ڈالر بیرونی بینکوں میں جمع ہیں جبکہ ملک کا دیوالہ ہو رہا ہے' لیکن انہیں اپنا فائدہ عزیز ہے۔

انہوں نے کہا کہ تمام رسولوں اور خاتم الرسلؐ کا مقصد بعثت نظام عدل و قسط کو قائم کرنا ہے اور یہی اُمت مسلمہ کا مقصد وجود ہے۔ چنانچہ اس کے لئے ہمیں اپنی تمام صلاحیتیں لگانی ہوں گی۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کے سوا ارب کی تعداد میں ہونے کے باوجود کسی بھی جگہ پر اسلام کا مکمل نظام عدل و قسط نافذ نہیں ہے۔ دینی جماعتوں نے اسلامی نظام قائم کرنے کے لئے منہج انقلاب نبویؐ کو چھوڑ رکھا ہے جبکہ صرف اور صرف اقامت دین کی صحیح نہج پر جدوجہد کر کے ہی کامیابی حاصل کی جا سکتی ہے۔

ناظم اعلیٰ ڈاکٹر عبدالخالق نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ رمضان میں پاکستان عطا کرنے کا مقصد پاکستان کو قرآنی تعلیمات کا عملی نمونہ بنانا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے اللہ کے عذابوں سے بھی اس کی ناراضگی کو نہیں سمجھا' یہی طرزِ عمل ہم سے پہلی اقوام کا بھی تھا۔ یوں محسوس ہوتا ہے کہ پاکستان کا قیام دنیا میں اللہ کے دین کو نافذ کرنے کے پروگرام کا حصہ ہے۔ ملکی آئین میں تدریجی طور پر اسلام کی طرف رجوع اس پروگرام پر عملد آمد کو ظاہر کرتا ہے۔

ناظم اعلیٰ نے کہا کہ پاکستان میں دین کے نفاذ کے لئے کام کرنے کی ہمیں آزادی حاصل ہے جبکہ بعض دیگر مسلمان ممالک میں عوام کو یہ آزادی بھی حاصل نہیں ہے۔ آخر میں ڈاکٹر عبدالخالق نے حاضرین کو اسلامی انقلاب کی جدوجہد میں شمولیت کے لئے تنظیم اسلامی میں شریک ہونے کی دعوت دی۔ تنظیم اسلامی لاہور جنوبی کے امیر پروفیسر فیاض حکیم کی دعا پر دعوت فورم کا اختتام ہوا۔

(رپورٹ : محمد اکرم خان)

کوئٹہ میں ترجمۃ القرآن کا پروگرام

تنظیم اسلامی کوئٹہ کے زیر اہتمام جناب ڈاکٹر محمد امین صاحب کے گھر پر پہلی مرتبہ ویڈیو کے ذریعے ترجمۃ القرآن کا پروگرام ہوا۔ اگرچہ شروع میں اس کا انعقاد نہایت مشکل معاملہ محسوس ہو رہا تھا' کیونکہ ان دنوں نہایت شدید سردی پڑتی ہے' لیکن "ہمت مرداں' مدد خدا" کے مصداق اللہ کے فضل و کرم سے پروگرام نہایت خوش اسلوبی سے ہوا اور رفقاء نے سخت سردی کے باوجود پروگرام میں بھرپور شرکت کی۔ سب سے زیادہ استقامت کا مظاہرہ اہل خانہ نے کیا جنہوں نے دیگر انتظامی معاملات کے علاوہ شرکاء کے لئے روزانہ چائے پیش کرنے کی خدمت کو بھی بخوشی انجام دیا۔

علاوہ ازیں دو رفقاء نے اپنی گاڑیاں اس مقصد کے لئے وقف کئے رکھیں۔ جناب محبوب سبحانی نے رفقاء کو لینے اور چھوڑنے کی ڈیوٹی نہایت جانفشانی سے نبھائی جبکہ رضوان صاحب نے اپنی بیماری کی وجہ سے صرف گاڑی تنظیم کے حوالے کئے رکھی جسے کیپٹن ظفر اقبال نے قابو کئے رکھا۔ رضوان صاحب نے خود ہی پٹرول وغیرہ کا تمام خرچ برداشت کیا۔ علاوہ ازیں دیگر رفقاء نے بھی خصوصی اعانتوں سے اپنے حصے کا فرض ادا کیا۔ ترجمۃ القرآن پروگرام کے ناظم محمد اسحاق تھے' جو بروقت تمام کیسٹس تیار رکھتے اور دیگر تنظیمی امور پر بھی نظر رکھتے۔ جناب حافظ خرم نے نہایت دلنشیں انداز میں نماز تراویح میں قرآن مجید سنایا۔ پروگرام میں رفقاء کے علاوہ تین احباب نے بھی شرکت کی۔ ۲۷/ رمضان المبارک کو نمازِ تراویح میں قرآن مجید ختم ہو گیا۔ ترجمۃ القرآن کے بیس پارے مکمل ہو پائے' ختم قرآن کے موقعہ پر چائے اور مٹھائی سے رفقاء و احباب کی تواضع کی گئی۔ اختتامی کلمات کے بعد دعا کی سعادت قاری شاہد اسلام بٹ نے حاصل کی۔ رمضان المبارک کے دو اہم پروگرام ۲۵/ رمضان المبارک کو ختم قرآن کے مواقع پر ہوئے جن میں سے ایک پروگرام ایئرپورٹ والی مسجد میں ہوا جس میں اندازاً تقریباً ساڑھے چھ سو احباب نے شرکت کی۔ یہاں قاری شاہد اسلام بٹ نے قرآن مجید کے حقوق پر خطاب کیا۔ دوسرا پروگرام پرنس روڈ کی مسجد میں ہوا جس میں تقریباً ۸۰ احباب نے شرکت کی۔ یہاں راقم نے قرآن' رمضان اور انسان کے موضوع پر خطاب کیا۔

(رپورٹ : عبدالسلام عمر)

ملتان شہر میں دورۂ ترجمۃ القرآن

حسب روایت امسال بھی انجمن خدام القرآن' ملتان کے زیر اہتمام قرآن اکیڈمی کی جامع مسجد میں دورۂ ترجمۃ القرآن کا پروگرام ہوا۔ مدرس کے فرائض امیر تنظیم اسلامی ملتان شہر جناب ڈاکٹر محمد طاہر خاں خاکوانی نے ادا کئے۔ اس پروگرام کی تشہیر کے لئے مقامی روزنامہ اخبار میں ایک چینل اشتہار دیا گیا۔ ایک ہزار کی تعداد میں بڑے اشتہار اور خاصی تعداد میں ہینڈ بل چھپوائے گئے جو کہ قرب و جوار کی مساجد میں بعد نماز جمعہ تقسیم کئے گئے۔

پروگرام کے مطابق عشاء کی نماز ساڑھے سات بجے ہوتی تھی۔ اس کے بعد دورۂ ترجمۃ القرآن کا آغاز ہو جاتا تھا جو کہ رات کو ساڑھے بارہ تا ایک بجے تک جاری رہتا۔ اس پروگرام کی ریکارڈنگ کی ذمہ داری راقم الحروف کی تھی۔ بارہ رکعات کے بعد چائے کا وقفہ ہوتا جس میں ناظم قرآن اکیڈمی جناب شمیم مصطفیٰ انصاری اپنے کارکنوں کے ساتھ بروقت اور پابندی کے ساتھ شرکاء کی پرتکلف چائے سے تواضع فرماتے۔ وقفہ کے بعد محترم ڈاکٹر خاکوانی صاحب شرکاء کے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیتے رہے۔ اس پروگرام میں اوسطاً حاضری ۱۰۰ سے زائد رہی۔ مگر Week End پر یہ حاضری ۱۵۰ کے لگ بھگ ہو جاتی تھی۔

مرد حضرات کے ساتھ ساتھ خواتین کا جذبہ بھی دیدنی تھا جو کہ سردیوں کی یخ بستہ راتوں میں بھی اکیڈمی تشریف لاتیں اور اس پروگرام سے مستفید ہوتیں۔ خواتین کی اوسطاً حاضری ۵۰ کے لگ بھگ رہی۔ شہر ملتان میں دورۂ ترجمہ قرآن کا دوسرا پروگرام ناظم حلقہ جناب سعید اظہر عاصم کے گھر پر ہوا۔ یہ پروگرام محترم ڈاکٹر اسرار احمد کی ویڈیو کیسٹس کے ذریعے ہوا۔ تیسرا پروگرام عبدالحکیم میں ہوا۔ یہاں پر بھی امیر محترم کے ویڈیو کیسٹس کے ذریعے دورۂ ترجمۃ القرآن ہوا۔

قرآن اکیڈمی کی مسجد میں ۲۰ حضرات نے اعتکاف کیا۔ معتکفین کے لئے سحر و افطار کا بندوبست کیا گیا تھا۔ جس کو شرکاء نے پسند کیا اور اس پروگرام کی اہمیت کا اعتراف کرتے ہوئے اس سے بھرپور استفادہ کیا۔

رمضان المبارک کی ۲۹ ویں شب کو دورۂ ترجمۃ القرآن کا یہ پروگرام بفضلہٖ تعالیٰ اپنے اختتام کو پہنچا۔ اس موقع پر ناظم حلقہ جناب سعید اظہر عاصم نے انجمن خدام القرآن کا تعارف کراتے ہوئے اس پروگرام کی اہمیت کو واضح کیا۔ اس کے بعد محترم ڈاکٹر محمد طاہر خاں خاکوانی نے دعا کی۔ سامعین کی تعداد ۵۰۰ کے لگ بھگ تھی۔

عیدالفطر کے بعد ۲۴/ جنوری بروز ہفتہ کو عید ملن پروگرام کا اہتمام کیا گیا جس کے لئے دعوتی کارڈز سامعین میں ۲۷/ رمضان المبارک کو تقسیم کئے گئے۔ اس پروگرام کا آغاز صبح ساڑھے دس بجے ہوا۔ جس میں امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد کا ایک ویڈیو کیسٹ "تنظیم اسلام کی دعوت" دکھایا گیا۔ نماز ظہر کے بعد شرکاء کی خدمت میں ایک پرتکلف کھانے کا بھی بندوبست کیا گیا تھا۔ اس پروگرام کے اختتام پر ۷/ احباب نے تنظیم اسلامی میں شرکت کی غرض سے کوائف فارم پر کئے۔ (مرتب : شہباز نور)

ہفت روزہ ندائے خلافت لاہور
سی پی ایل نمبر: 127
جلد 8' شمارہ 5
سالانہ زرِ تعاون -/175 روپے

[illegible] رشید احمد چوہدری
مطبع: مکتبہ جدید پریس۔ ریلوے روڈ' لاہور
مقامِ اشاعت: 36۔کے' ماڈل ٹاؤن لاہور
فون: 5869501-03

[illegible]
○ مرزا ایوب بیگ ○ نعیم اختر عدنان
○ سردار اعوان ○ فرقان دانش خان
نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین

اسلام آباد میں دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام

ماہِ رمضان المبارک کے دوران اسلام آباد کو یہ شرف حاصل رہا ہے کہ مختلف مقامات پر دورۂ ترجمہ قرآن کے پروگرام منعقد ہوئے۔ شرکاء نے قلبی سکون اور قرآن فہمی جیسی نعمت حاصل کی تفصیل پروگرام حسب ذیل ہے۔

☆ 8/1-ا' اسلام آباد (ویڈیو)

☆ قائداعظم یونیورسٹی اسلام آباد' (ویڈیو)

☆ حلقہ خواتین 2/8-ا' اسلام آباد' اس پروگرام میں ۴۰ خواتین نے شرکت کی۔

☆ حلقہ خواتین 2/8-ا' اسلام آباد' اس پروگرام میں ۲۰ خواتین نے شرکت کی۔

(۱) حلقہ خواتین میں دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت راناعبدالغفور صاحب کی بیٹی اور ان کی عزیزہ نے حاصل کی دونوں بچیاں الہدیٰ اکیڈمی کی طالبہ ہیں۔

(۲) دورۂ ترجمہ قرآن کا سب سے بڑا پروگرام برمکان عظمت ممتاز ثاقب نقیب اسرہ F-10 میں منعقد ہوا۔ اس پروگرام میں نمازِ تراویح مولانا حافظ عبدالغنی نے پڑھائی جبکہ دورۂ ترجمہ قرآن کی سعادت عاطف وحید صاحب نے حاصل کی۔ اس پروگرام کی تشہیر کے لئے تین رکنی ٹیم قائم کی گئی تھی۔ نقیب اُسرہ کے علاوہ اقبال شاہد صاحب ناظم نشرو اشاعت اور ناظم ٹرانسپورٹ محمد احمد صاحب شامل تھے۔ اس پروگرام کی تشہیر کے لئے ایک ہزار ہینڈبل چھپوا کر تقسیم کئے گئے اس کے علاوہ سیکٹر F-10 میں پانچ عدد بڑے بینرز بھی لگائے گئے۔ شرکاء کے لئے ٹرانسپورٹ کا بھی اہتمام کیا گیا تھا۔ صاحب خانہ نے نمازِ تراویح اور دورۂ ترجمہ قرآن کے لئے تمام انتظامات بہت اچھے طریقے سے سرانجام دیئے' چائے وغیرہ کا بھی بندوبست تھا۔ اس پروگرام میں شرکاء کی اوسطاً ۴۰ رہی جبکہ خواتین کی تعداد دس تھی۔ خواتین کے لئے باقاعدہ پردے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ خواتین نے بڑی دلچسپی کے ساتھ اس پروگرام میں شرکت کی اور وہ قرآن فہمی کی نعمت سے مستفیض ہوئیں۔

☆ 13/جنوری بروز بدھ 25ویں شب ختم قرآن ہوا۔ اختتامی تقریب میں شرکت کے لئے خصوصی دعوت پر نائب امیر تنظیم حافظ عاکف سعید لاہور سے تشریف لائے۔ اس تقریب میں جناب عاطف وحید صاحب نے قرآن مجید کے حقوق اور اس کے تقاضے کیا ہیں اور قرآن فہمی کی اہمیت پر خطاب کیا۔ ختم قرآن کی تقریب میں شرکاء میں "اسلام کی نشاۃ ثانیہ" "تعارف تنظیم اسلامی" "نبی اکرمؐ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں" اور "فرائض دینی کا جامع تصور" چار کتب کا سیٹ تقسیم کیا گیا اور دعا کے ساتھ تقریب ختم ہوئی۔

☆ 14/جنوری بروز جمعرات اسلام آباد تنظیم کا دعوتی اجتماع برمکان نقیب اسرہ 223 مارگلہ روڈ 3/10-F اسلام آباد میں منعقد ہوا۔ رفقاء تنظیم کے علاوہ احباب کو بھی دعوت دی گئی تھی۔ بعد نماز عصر اجتماع کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ اس کے بعد جناب حافظ عاکف سعید صاحب نے اجتماع سے خطاب کرتے ہوئے آغاز کلام کے طور پر قرآن کی عظمت اور ماہِ رمضان المبارک میں قیام اور صیام کی فضیلت اور اہمیت کا مختصراً ذکر کیا۔ اور پھر سورۃ الحج کے آخری رکوع کے حوالے سے مسلمانوں کی دینی ذمہ داریوں پر روشنی ڈالی۔ موصوف نے فرمایا کہ قرآن مجید کا یہ اعجاز ہے کہ اس میں کل انسانیت کے لئے ہدایت موجود ہے۔ عوام کے لئے بھی ہے اور خواص کے لئے بھی' ایک دہقان اور ایک مزدور کے لئے بھی ہے اور ایک فلسفی اور دانش مند کے لئے بھی۔ قرآن کی زبان اتنی سادہ اور دلنشین ہے کہ عرب کے ایک عام بدو کو بھی قرآن سے رہنمائی اور ہدایت کے اخذ کرنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی تھی' لیکن اسی قرآن میں علم و حکمت کے موتی اور معرفت کے ہیرے جواہرات بھی جابجا موجود ہیں کہ جن پر غور و فکر کے ذریعے اہل علم اپنی علمی پیاس کی تسکین کا بھرپور سامان فراہم کرسکتے ہیں۔

حافظ عاکف سعید نے سورۃ الحج کی آخری دو آیات کے حوالے سے بتایا کہ ان کی روشنی میں ایک مسلمان کی دینی ذمہ داریوں کی چار سطحیں معین کی جاسکتی ہیں۔ پہلی سطح یا اولین تقاضا ارکان اسلام کی پابندی ہے۔ یعنی نماز' روزہ' حج اور زکوٰۃ کا اہتمام۔ دوسری سطح عبادت رب ہے یعنی پوری زندگی میں اللہ کے احکام کی مکمل اطاعت' شوق و محبت کے جذبہ کے ساتھ۔ تیسری سطح افعال خیر کی ہے یعنی فرائض سے آگے بڑھ کر نفلی عبادات کا اہتمام اور خدمت خلق کے کام۔ خدمت خلق کا اعلیٰ ترین درجہ یہ ہے کہ انسانوں کی عاقبت سنوارنے اور آخرت کے ابدی خسارے سے نجات کی کوشش کی جائے۔ چوتھی سطح یا ذمہ داری شہادت علی الناس کی ہے جس کیلئے محنت و کوشش اور جہاد و مجاہدہ کا انتہائی تاکیدی حکم: ﴿وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ﴾ موجود ہے۔ آنحضور ﷺ پر نبوت و رسالت کے ختم اور مکمل ہونے کے بعد نوع انسانی تک اللہ کا پیغام پہنچانے اور اپنے قول و عمل سے دین کی گواہی دینے کی ذمہ داری اُمت مسلمہ کے کاندھوں پر آگئی ہے۔ آنحضور ﷺ اور آپ کے صحابہ نے شدید محنت و کوشش اور ایثار و قربانی کے ذریعے دین حق قائم و غالب کیا اور اس طرح دین کی گواہی کا حق ادا کیا۔ یہ کام اب مسلمانوں کے ذمے ہے کہ وہ بھی اسی طور پر دین کی گواہی دیں۔ یہ خطاب افطاری تک جاری رہا۔

تنظیم اسلامی میں شامل ہونے والے نئے رفقاء سے امیر محترم کی ملاقات

امیر محترم ڈاکٹر اسرار احمد مدظلہ نے امسال قرآن اکیڈمی لاہور میں رمضان کے بابرکت مہینے میں دورۂ ترجمہ قرآن کے دوران شرکاء کے سامنے قرآن کے پیغام اور فرائض دینی کے جامع تصور کو ایک اچھوتے انداز میں پیش کیا اور حاضرین کو گاہے بگاہے اقامت دین کی جدوجہد میں اپنا معاون و مددگار بننے کی دعوت دی۔ امیر محترم کی اس دعوت پر پروگرام میں شریک ہونے والوں کی ایک بڑی تعداد نے رمضان المبارک کی ۲۷ ویں شب کو "بیعت" کر کے تنظیم اسلامی میں شمولیت اختیار کی۔ تنظیم میں شامل ہونے والے ان رفقاء سے ۳۱ جنوری ۹۹ء بروز اتوار گیارہ بجے دن امیر محترم نے قرآن اکیڈمی کی مسجد میں تفصیلی ملاقات کی۔ جو نماز ظہر تک جاری رہی۔ تعارفی ملاقات کی اس نشست میں جن رفقاء نے شرکت کی ان کے نام یہ ہیں:

عارف افتخار' عبدالشکور' محمد ذوالقرنین' ظفر اقبال' محمد طارق اسماعیل' شعیب نذیر' محمد حامد حسن' شرافت حسین' مظفر حسین ہاشمی' نعمان اقبال' شبیر حسین' مشیر احمد' عبدالرشید' محمد خلیق' کلیم طلعت' فضل رحیم' مشتاق احمد صدیقی' حافظ محبوب احمد' لیاقت علی' محمد عارف' محمد سعید انجم' ذیشان دانش خان' جمال ناصر' عدنان احمد' محمد زمان' حافظ منذر محمود' حافظ محسن محمود' رانا محمد سرور' ہارون اشرف' ڈاکٹر محمد بلال اعظم۔

نئے شامل ہونے والے ان رفقائے تنظیم نے امیر محترم کو اپنا تعارف کرایا۔ اور تنظیم کے فکر سے مکمل اتفاق کرتے ہوئے اپنا جان مال اللہ کی راہ میں لگانے کے عہد کا اعادہ کیا۔ تعارف کے بعد امیر محترم نے رفقاء سے اپنی گفتگو میں فرمایا کہ ہمارے اردگرد لوگوں کی ایک ایسی بڑی تعداد موجود ہے جن میں نیکی کا جذبہ موجود ہے لیکن یہ نیک لوگ منظم ہونے اور پابندی اختیار کرنے کو تیار نہیں۔ حالانکہ انسان دنیا کی خاطر ہزار طرح کی پابندیاں اور اطاعتیں قبول کرلیتا ہے۔ لیکن دین کیلئے کسی کا حکم ماننا اس لئے مشکل محسوس ہوتا ہے کہ دین میں ادھار والا معاملہ ہے' اسی طرح بعض لوگ بہت جوش و خروش سے ایک اجتماعیت میں شریک ہوتے ہیں۔ لیکن آہستہ آہستہ شیطان کے جال میں پھنس کر سستی کا شکار ہو جاتے ہیں۔ اس لئے ہمیں ہر وقت شیطان اور نفس کی چالوں سے ہوشیار رہنا ہو گا۔ امیر محترم نے کہا کہ دین کا کوئی عمل کتنا ہی اعلیٰ کیوں نہ ہو اگر اس میں دنیا کا کوئی معمولی سا مقصد بھی شامل ہو جائے تو سب اعمال صفر سے ضرب کھا کر زیرو ہو جاتے ہیں۔ یہ "خسر الدنیا والآخرۃ" والا معاملہ ہے۔ اور حقیقی خسارہ یہی ہے' انہوں نے مزید کہا کہ بیعت دراصل ایک سودا اور عہد ہے اور اپنے آپ کو بیچ دینے کے مترادف ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے مومن کی جان اور مال جنت کے بدلے خرید لئے ہیں اس لئے ہمیں اپنے اس عہد یعنی بیعت کو رسوا کرنے والے طرز عمل سے بچنا ہو گا۔ بصورت دیگر ہم دنیا و آخرت میں خسارہ پانے والوں میں شامل ہو جائیں گے۔ اللہ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں اس خسارے سے بچائے۔ اس کے بعد رفقاء نے امیر محترم سے سوالات کئے اور تفصیلی جوابات سے مستفیض ہوئے۔ آخر میں امیر محترم نے فریضہ اقامت دین کی ادائیگی میں استقامت اور ثابت قدمی کیلئے دعا مانگی اور یوں یہ پروقار تقریب اختتام کو پہنچی۔ (رپورٹ: فرقان دانش خان)